

براہِ راست قادیانیت پر غور کرنے کا

آسان راستہ

قرآن و حدیث کے علمی مسائل میں اُچھے بغیر
اردو پڑھے لوگ اردو کتابوں کو خود دیکھ سکتے ہیں

تالیف

ڈاکٹر علامہ خالد محمود ڈائریکٹر اسلامک کٹیڈمی منچسٹر

فہرست مضامین

آسان راستہ

پسح کا بڑا معیار پیشگوئیوں کا پورا ہونا ہے
اس اقرار پر مرزا غلام احمد کے تین حوالے
پیغمبر اپنے نبی نہ ہونے کا کبھی تصور نہیں کرتے
کسی پیغمبر نے اپنی نبوت کو پیشگوئی
کی مصیبت پر نہیں چڑھایا۔
پیغمبرانہ دعوت کا اسلوب
غلام احمد کا اسلوب دعوت

مرد غلام احمد کے پانچ حوبے

یہ شرط تھی کہ موت انسانی ہاتھوں سے بالا ہو
چھری سے قتل انسانی ہاتھوں سے بالا نہیں
لیکن غلام احمد کی موت کے بعد پیشگوئی کے
الفاظ میں کیا تبدیلی کی گئی۔
قریب پیشگوئیوں کو سچا ثابت کر لے کی کوشش
کیا ایسا کرنے والا کتوں سے بدتر نہیں
ایک حیرت اور تعجب کی بات
مرزا غلام احمد کو شیطان کا القاب
قرآن سے شیطانی وحی کا ثبوت
غلام احمد کا شیطانی الہامات کا اقرار
غلام احمد نے کیسے اپنے عقیدے تبدیل کیے
غلام احمد کے عقیدوں میں تبدیلی جبراً ہوئی
کبھی کبھی شیطانی خواب بھی سچے ہوتے ہیں
پس طبع لوگوں کے خواب بھی کبھی سچے ہوتے
قرآن کا اعلان کہ خدا پیغمبروں کی
بات جھوٹی نہیں کرتا۔
غلام احمد کی زندگی کے پانچ تاریک پہلو
مرزا غلام احمد کی جھوٹی پیشگوییوں
ایک پیشگوئی بھی جھوٹی نکلتے تو مدعی
جھوٹا ٹھہرتا ہے۔
پادری آتھم کی موت کی پیشگوئی

- ① مخالفوں کو موت سے ڈرانا
۱. مولانا سعد اللہ کو موت کی دھمکی
۲. مولانا شہداء اللہ کے لیے موت کی بددعا
۳. پادری آتھم کی موت کی پیشگوئی
۴. ڈاکٹر عبدالحکیم کی موت کی پیشگوئی
۵. محمدی بیگم کے خاوند کی موت کی پیشگوئی
۶. پنڈت لیکھرام کی موت کی پیشگوئی
- اپنی نبوت منوانے کے یہ غیر فطری پیرائے
چھٹی پیشگوئی کی قدرے تفصیل
قادیانیوں کا اس کے پوری ہونے کا دعویٰ

پہلے پندرہ دن اور ستر میں مناظرہ رہا
پیشگی میں پندرہ ماہ کی مدت
جھٹکی سزا کے چار پیرائے
مرزا صاحب کا دعوئے کہ آتھم نے
دل سے اسلام قبول کر لیا ہے۔

دل میں توبہ سے بھی توبہ ہو جاتی ہے {
گو ظاہر کفر پر اڑا ہے۔

آتھم کی پیشگی کے آخری دن
تقداریاں میں آہ و زاری کا ایک منظر
مرزا صاحب کا اس دن اپنا حال

دہانے کسی ایک غیر آباد میں کنویں میں ڈالے گئے
بیشالہ بن محمود کا افسوس کہ آتھم نہیں ملے

۲۔ محمدی بیگم سے نکاح کی پیشگی
اس خاندان سے پہلے رشتے

مرزا کی پہلی بیوی کی بھتیجی

مرزا فضل احمد کی بیوی کی رشتہ میں بہن

محمدی بیگم کا خواب میں کہنا کہ میں آگئی ہوں

مرزا صاحب کی عادت تھی کہ خواب کا ظاہر بھی لکھ دیتے

محمدی بیگم سے نکاح کی تحریک کیسے ہوئی

منفقہ و العبر کی جائیداد احمد بیگ کی بیوی کو جاتی تھی

جدی جائیداد میں غلام احمد کی اجازت دے کر کاہتی

اس اجازت کے بدلے محمدی بیگم کا رشتہ مانگا

غلام احمد کو دہائی کہ تو یہ رشتہ مانگا

مرزا احمد بیگ کو حلال مجدد اخلا

محمدی بیگم کے خاوند کی پیشگی

محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگی کے الفاظ

مدت کے سائے میں یہ پیشگی یاد آتی

مرزا غلام احمد کا اشتہار ۱۸۹۲ء

محمدی بیگم کے آنے کے سات اشتہارات

مرزا غلام احمد کی کوشش کہ خدا کی بات فطرت سے

اپنی پہلی بیوی (فضل احمد کی بیوی) کو طلاق دی

فضل احمد سے اس کی بیوی کو طلاق دلائی

مرزا کی دوسری بیوی سرکن کے لیے دعا مانگتی رہی

پیشگی پوری نہ ہونے کی وجہ میں مرزا کی سزا

۱۔ ہمیشہ کی لغتیں ہوتی رہیں گی

۲۔ دس لاکھ آدمیوں میں رسوائی ہوگی

۳۔ اپنے دجال ہونے کا اقرار لازم ہوگا

یہ پیشگی کئی انداز میں پیشگی نہ تھی مگر ٹل جاتے

دو صورتوں کے نکاح میں آنے کا وعدہ {

ایک کنواری اور ایک بیوہ۔

{ پیشگی کب پوری نہیں ہوتی ؟

{ جب اس کا مدعی کاذب ہو۔

۳۔ مرزا پالہا تاک کے نشان کیسے جھوٹے اُترے

۱۔ ایک وجہ اور پاک لڑکے کی خبر

مگر افسوس کہ مرزا صاحب کے ماں لڑکی پیدا ہوئی

مرزا غلام احمد کی تادیبیں

۳۔ اگلے حمل سے وہ مولود محمود پیدا ہوا

مگر اسوس کہ وہ سولہ ماہ بعد مر گیا

مرزا کا نور الدین کو پریشانی بھر اظہ

نور الدین کا مشورہ کہ اسے بشیر تول سے منسوب کرو

تا لوگ بشیر دوم کے انتظار میں لگ جائیں

۴۔ اگلے حمل سے پھر بشیر الدین محمود پیدا ہوا

۵۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کی موت کی پیش گوئی

مرزا غلام احمد نے اس کہہ کر کہ مرتد ٹھہرایا

ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی ۲۴ اگست ۱۹۰۸ء بمب کی

مرزا غلام احمد کی موت ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی

۵۔ مرزا غلام احمد کی عمر کی پیش گوئی

اسی سال یا اس کے قریب قریب (ازالہ)

اسی سال یا پانچ چھ سال زیادہ یا کم

(ضمیمہ براہین)

مرزا کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں (کتاب البریہ)

تادیانیز کی تاریخ پیدائش کو مقدم کرنے کی کوشش

۶۔ مرزا غلام احمد کا لیدین بتا دیا کہ نقطہ نظر سے

اکتاب براہین احمدیہ کے اشتہارات

پہلا اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء پانچ روپے قیمت

دوسرا اشتہار دسمبر ۱۸۷۹ء دس روپے قیمت

پھر قیمت ۲۵ روپے پھر ۱۰ روپے

آخری عہد ۴۸۰۰ صفحات کا تھا

آخری عمل ۶۲ صفحات چار جلدوں میں

پھر اس کتاب کا مثنوی اللہ رب العالمین کو بنادیا گیا

مسلمانوں میں مرزا غلام احمد کو کیا سمجھا گیا

چور، مکار، مال مردم خور، حرام خور

۱۸۹۹ء کا اعلان جو ایام الصلح میں دیا گیا ہے

۱۸۸۷ء میں شمع حق میں پانچوس حصے کا اعلان

پچاس کے وعدے کو پانچ میں قبول کیجئے

یہ پانچواں حصہ اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا

کتاب براہین احمدیہ کی تالیف میں دوسروں امداد

۱۔ مولوی چراغ علی سے امداد

۲۔ گوجر خاں کے فضل محمد کی کتاب اسرار شریعت

سے کتنے مضامین سر قہ ہوئے۔

حضرت مولانا تھانوی نے جس کتاب سے مضامین لیے

وہ اسرار شریعت تھی اسی سے غلام احمد نے مواد لیا۔

مرزا غلام احمد کی مدد کرنے والے بارہ حضرات

مرزا غلام احمد نے اپنے الہامات کی بنیادیں

براہین احمدیہ میں ہی رکھ دی تھیں۔

مرزا غلام احمد کی علماء کو بیچ میں لینے کی چال

براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے

کا عقیدہ بھی بطور بیچ لکھا گیا تھا۔

۷۔ حقوق العباد کے اُٹھے دیار میں

انسانی حقوق کا متاثرہ۔

خاندن بیوی کے حقوق میں مرزا صاحب کا کردار

بنی فاطمہ سے جوڑ پیدا کرنے کے لیے دوسرا نکاح

یتزوج کی پیشگوئی اس بیوی پر پوری ہوگی
 نعمت بیگم کے آنے سے حرمت بی بی پر کیا گزری
 محمدی بیگم سے نکاح کے لیے حرمت بی بی کو طلاق
 اپنے بیٹے سلطان احمد کو طلاق کرنے کی دھمکی
 کیا یہ اقدامات شریعت کے مطابق تھے
 محمدی بیگم کے والد کو زمین دینے کا لالچ دینا
 مرزا نے یہ خط خدا کے حکم سے لکھا تھا
 تیسرے حصہ کی وصیت کیا کسی وارث
 کے حق میں جاسکتی ہے؟

حضرت کا ارشاد کہ وارث کے لیے وصیت نہیں
 نکاح نہ ہونے کی صورت میں مرد کا
 اپنے آپ کو چھوڑا اور چھارہ کہنا۔
 ۱۹۰۱ء میں اعلان وہ میرے نکاح میں ضرور آئے گی

۵۔ ۱۔ مرزا غلام احمد کی ایک اور پیشگوئی
 قادیان کے ایک پیر جی منظور محمد کے ہاں
 لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی
 خواب کے بعد الہام بھی ہو گیا
 لڑکے کی بشارت خواب میں دی گئی
 نام بشیر الدولہ رکھا جائے یہ الہام ہوا
 چار ماہ بعد یہ الہام کہ دو نام ہوں گے
 بشیر الدولہ اور عالم کیاب
 پھر الہام کہ درمیں چار نام ہوں گے
 شادی خاں اور حفصہ شرفاں

پھر الہام کہ دو نام ہوں گے
 مگر افسوس کہ پیدا لڑکی ہوئی
 ۲۔ ایک اور پیشگوئی کا حال سنئے
 ۳۔ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں
 ۴۔ ایک اور پیشگوئی کا حال سنئے
 ۵۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل چلے گی
 ۱۔ مرزا غلام احمد کے کھلے جھوٹ

۱۔ تین شہروں کا نام قرآن میں
 مکہ۔ مدینہ۔ قادیان
 ۲۔ سورۃ تحریم میں کہ اس امت
 کے بعض افراد کا نام مریج ہوگا۔
 مہتار امام تم میں سے ہوگا یہ
 بات قرآن میں کئی جگہ بتائی گئی۔
 ۳۔ مسیح موعود کے ظاہر ہونے کی علامات
 اسلامی علماء سے دکھ اٹھائے گا
 وہ اس کو کافر کہیں گے
 یہ قرآن وحدیث پر جھوٹ ہے
 ۴۔ کرشن کہنیا بنی تھا یہ حدیث
 پر جھوٹ باندھا گیا ہے۔
 ۵۔ قرآن کریم پر ایک بڑا جھوٹ
 واقعات پر جھوٹ کہ یہ سب ہو چکا
 ۱۰۶۔ احادیث پر ایک بڑا جھوٹ
 مسیح موعود چودہویں صدی کا مجدد ہوگا

مہدی کے ظہور کے لیے بھی چودھویں صدی
قلمی مہر انبیاء سے ہوتی ہے اولیاء سے نہیں
۲۔ مرزا غلام احمد کی سفہیات

ماہورین اللہ کا فہم اور درایت ممتاز ہوتا ہے

۱۔ سر درد کے لیے مرغا باندھنا

۲۔ مرغی ذبح کرتے انگلی کاٹ لی

۳۔ بیٹی کو دوا کی بجائے تیل کی شیشی ملا دی

۳۔ مرزا غلام احمد کے تضادات

ابتدوج دیولد لہ کی مدیش کی پیشگوئی

۱۔ امرت جہاں کے حق میں

۲۔ محمدی بیگم کے حق میں

۲۔ حسرت بی بی بے دین لوگ تھے

محمدی بیگم کی طلب ہوئی تو یہ اچھے لوگ ہو گئے

۳۔ غلام احمد نے ایک کو کر سے قرآن پڑھا

میں نے کسی سے دین کا ایک سبق نہیں لیا

۴۔ باخدا لوگ نکل مرید نہیں ہوتے

مولوی عبد الکریم کا بیان کہ حضرت درن مرید تھے

گھر کی خدمت گزار عورتوں میں

مرزا صاحب کی کتنی عزت تھی ؟ { مرجا

۴۔ مرزا غلام احمد کی غشیات

۱۔ اہریوں کا پیشہ زنا سے دس انگل نیچے

۲۔ ہندو لالہ جی اور لالی کی بات چیت

لالی کے پاس اس کے دوستوں کو لانا

۳۔ رام دینی کی کہانی اور مرزا صاحب
کے چٹنارے {

تذکرۃ المہدی میں بخش پنجابی لفظ

۴۔ مولوی سعد اللہ کی بیوی کے رحم پر مہر

۵۔ اپنے نہ ملنے والے سب ذریعۃ البغایا

۶۔ پیر مہر علی شاہ کو ملعون کی گالی

۷۔ مخالفین کو سوروں اور کیتوں کی اولاد کہنا

۸۔ حیوانہ رہے تو ایمان بھی چلا جاتا ہے

پنجاب اسمبلی میں قادیانیوں کا تعاقب

۱۔ علماء لدھیانہ ۲۔ علماء امرتسر

۳۔ پیر مہر علی شاہ کو لڑوی

۴۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھری

۵۔ مولانا محمد چراغ از گوجرانوالہ

مولانا محمد چراغ کے شاگرد مولانا محمد حیات

نے سب مبلغین کے استاد بنے

قادیانیوں کے بارے میں پاکستان {

کے سب عوام مسلمان نکلے {

جناب محمد رفیق تارڑ منصب صدارت پر

پنجاب اسمبلی میں سب مسلم ممبران

مولانا منظور احمد چنیوٹی کی حمایت میں

قادیانیت بیسویں صدی کے آخری سال {

میں اپنے تاریخی انجام کو پہنچ گئی {

قادیانیت کے تابوت میں آخری میخ

قرآن و حدیث کے مسائل میں الجھے بغیر براہ راست قادیانیت پر

غور کرنے کا آسان راستہ

کسی مدعی الہام اور اس کے مامور آسمانی ہونے کو جانچنے کی آسان راہ اس کی پیش گوئیاں ہیں جو اس نے اپنے صادق و کاذب ہونے کے باب میں تہدی سے پیش کی ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے۔

(۱) "بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کیلئے ہماری پیشگوئیوں سے بڑھ کر اور محکم امتحان نہیں ہو سکتا ہے۔"

(تبلغ رسالت جلد اول ص ۱۱۸، ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء، آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸)

(۲) "کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے زیادہ اس سے کیا لکھوں۔" خاکسار مرزا غلام احمد ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۵۱)

(۳) مرزا غلام احمد نے اپنے مخالفین کے خلاف جو پیش گوئیاں کیں انہیں اپنے صدق یا کذب جانچنے کی کسوٹی ٹھہرایا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ مرزا غلام احمد ان پیش گوئیوں میں ایک ایک میں جھوٹا نکلا۔ اور اپنے کئی دشمنوں کے سامنے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوا۔ یہ آخری لفظ سخت ضرور ہیں۔ لیکن یہ الفاظ راقم الحروف کے نہیں خود مرزا غلام احمد کے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے اپنی پیش گوئیوں میں خود یہ دعا کی تھی اے خداوند اگر یہ پیشگوئیاں تیسری طرف سے نہیں تو مجھے ذلت اور نامرادی کے ساتھ ہلاک کر (مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص ۴۳)

افسوس کہ مرزا صاحب اپنے بعض دشمنوں کی زندگی میں اپنی پیشگوئیوں کو جھوٹا کرتے ہوئے مر گئے کیا یہ ان کے اپنے الفاظ میں ذلت اور نامرادی کی موت نہیں؟

تاہم یاد رکھیے پیغمبر اپنی صداقت کے لئے اس قسم کی زبان کبھی نہیں بولتے اور نہ وہ کسی پیرایہ میں کبھی اپنے نبی نہ ہونے کا سوچ سکتے ہیں۔ پھر ساتھ ساتھ یہ بد زبانی بھی ملاحظہ کرتے جائیں جو یہ شخص اپنے بارے میں بول رہا ہے۔ جو اپنے حق میں یہ زبان بول سکتا ہے وہ دوسروں کے بارے میں کیا زبان بولے گا یہ آپ خود اندازہ کر لیں۔

پیغمبر اپنے نبی نہ ہونے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتے

نہ وہ اسے کسی شرط سے مشروط کرتے ہیں

جس طرح انسان کبھی اس طرف نہیں جاسکتا کہ شاید میں انسان نہ ہوں کیونکہ انسان ہونا اس کی صفات ذاتیہ میں سے ہے اسی طرح پیغمبر کبھی اس سوچ میں نہیں جاتا کہ شاید میں پیغمبر نہ ہوؤں قرآن کریم نے بہت سے پیغمبروں کے دعویٰ نبوت اور ان کی اپنے مخالفوں سے بات چیت کا ذکر کیا ہے لیکن ان میں آپ کو ایک واقعہ بھی نہ ملے گا کہ کوئی پیغمبر کوئی شرط لگا کر اس پر اپنے نبی نہ ہونے کا جملہ بولے پیغمبر اپنے نبی نہ ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتے نہ وہ اسے کسی واقعہ کے ہو جانے سے ثابت کرتے ہیں۔

پیغمبروں کی پیشگویاں پھک برحق ہیں لیکن کسی پیغمبر نے کبھی اپنی نبوت کو کسی پیشگوئی کی بھینٹ پر نہیں رکھا وہ پیشگوئی کر کے بھی یہ نہ کہیں گے کہ اگر یہ اس طرح پوری نہ ہوئی تو وہ خدا کی طرف سے نہیں ہیں یہ سوچ کبھی ان کے صحن فکر میں داخل نہیں ہوتی۔ جن پیغمبروں نے اپنی قوم کو آنے والے عذاب سے ڈرایا انہوں نے بھی یہ نہ کہا کہ اگر عذاب نہ آئے تو ہم خدا کی طرف سے ہمیں ہیں پیغمبر پیشگوئی کرتے ہیں اور وہ پوری بھی ہوتی ہے لیکن وہ کسی پیشگوئی کے ساتھ تحدی نہیں کرتے اور اسے اپنے صدق و کذب کا محض نمونہ بتاتے قرآن کریم سے آپ کو اس کی ایک مثال بھی نہ ملے گی۔

پیغمبروں کے معجزات برحق ہیں معجزہ سامنے آنے پر ہی نہ ماننے والوں کو اس کی مثل لانے سے عاجز سمجھا جاتا ہے معجزہ دکھانے سے پہلے کبھی یہ تحدی نہیں ہوتی کہ اگر میں ایسا نہ کر دکھاؤں تو میں پیغمبر نہیں ہوں (معاذ اللہ استغفر اللہ)

پیغمبرانہ دعوت کا اسلوب :

پیغمبر ہمیشہ خدا کو سامنے رکھتے ہیں۔ وہ اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو خدا کے نام سے دیتے ہیں اپنے نام سے نہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا خدا کو مان لینا خود ان کے مان لینے کو لازم ہو گا لیکن بات چیت میں وہ اپنے آپ کو آگے نہیں رکھتے اور خدا کی راہ کو وہ اپنی پیشگوئیوں سے وابستہ نہیں رکھتے ان کی دعوت میں توحید پہلے ہوتی ہے اور اپنی رسالت کی دعوت وہ اس کے ضمن میں سامنے لاتے ہیں۔

مرزا غلام احمد کا اسلوب دعوت :

مرزا غلام احمد کا پیرایہ دعوت پیغمبرانہ اسلوب دعوت سے بالکل لگا نہیں کھاتا اس میں (Black Mailing) کا عنصر نمایاں طور پر نظر آتا ہے جو مرزا غلام احمد کی شرافت اور دیانت کو ابتداء میں ہی تار تار کر دیتا ہے

- (۱) مخالفوں کو موتوں سے ڈرانا۔ (۲) زلزلوں اور دباؤں سے خوف زدہ کرنا۔
 - (۳) نہ ماننے والوں کے نام و نسب کو ان کے سامنے مشتبہ کر کے رکھ دینا۔
 - (۴) حکومت برطانیہ کے پولیٹیکل ایجنٹ کی حیثیت سے مخالفوں کے بارے حکومت کو اطلاعات فراہم کرنے کی دھمکی دینا۔ (۵) اپنے دعوؤں کو نمبر وار ذہن میں رکھنا۔
- یہ وہ امور ہیں جو آپ کو کسی پیغمبر کے اسلوب دعوت میں نہ ملیں گے۔ پیغمبر جو بات کہتے ہیں وہ اتنی ہی ان کے ذہن میں ہوتی ہے جتنی وہ کہتے ہیں۔ کسی حصے کو چھپانے اور کسی کو ظاہر کرنے کی چالیں ان کے ذہن میں نہیں ہوتیں۔ پیشگوئیوں میں وہ استعارہ میں

بات نہیں کرتے نہ وہ استعاروں کو اپنی صداقت کی کوئی بناتے ہیں۔ اور نہ وہ گالیوں سے اپنے مخالفوں کی زبان بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مخالفوں کو موتوں سے ڈرانا

(۱) مولانا سعد اللہ لدھیانوی کو موت کی دھمکی :

اذیتی خبثا فلست بصادق

ان لم تمت بالخزى يا ابن بغانى

(انجام آتھم در روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۲)

(ترجمہ) تو نے مجھے اپنی خباثت سے تکلیف دی ہے سو میں سچا نہیں اے نسل بدکاراں اگر تو ذلت سے نہ مرے۔

(۲) مولانا ثناء اللہ امرتسری کی زندگی میں مرنے کی پیشگوئی :

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔

(تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۲۰)

(۳) پادری عبد اللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی :

وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے سزائے موت ہادیہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کیلئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ (جنگ مقدس ص ۱۸۸)

(۴) ڈاکٹر عبد الحکیم کی ہلاکت کی پیشگوئی :

وہ ڈاکٹر ہے ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ ۳ اگست ۱۹۰۸ تک مر جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کا نشان ہو گا مگر خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے مقابل

مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا۔

(چشمہ معرفت ص ۷۳۳)

(۵) مرزا احمد بیگ کے دلاماد (محمدی بیگم کے خاوند) کی موت کی پیشگوئی :

وقال انما استجعل ثیبة ویموت بعلها وابوها الی ثلث سنة عن يوم النکاح ثم ردها الیک بعد موتہما (کرامات الصادقین ص ۱۲۰ رخ جلد ۷ ص ۱۶۲)
(ترجمہ) اور اللہ نے کہا ہے وہ غنقریب بیوہ کی جائے گی اور اس کا خاوند اور باپ نکاح سے تین سال کے اندر اندر مر جائیں گے پھر وہ ان دونوں کی موت کے بعد تیرے نکاح میں لائی جائے گی۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی دلاماد احمد بیگ کا پورا ہونا تقدیر مبرم ہے اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔
(انجام آتھم حاشیہ ص ۳۱)

(۶) پنڈت لیکھ رام کی غیر معمولی موت کی پیشگوئی :

خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو بیس فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بد زبانوں کی سزائیں..... عذاب شدید میں مبتلا کیا جائے گا سواب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں، آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص (پنڈت لیکھ رام) پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو اجو معمولی تکلیفوں سے نرالا خارق عادت اور اپنے اندر الہی ہیبت نہ رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۵۱)

خرق عادت عذاب سے مراد وہ پکڑ ہے جو انسانی ہاتھوں کی نہ سمجھی جاسکے اس میں قتل وغیرہ

کی کوئی صورت نہ ہو قتل تو مخالفین میں ہوتے ہی رہتے ہیں۔ دیکھتے یہ موتوں کا بادشاہ کس طرح موتوں پر موتیں لا رہا ہے اور موتوں کی دھمکیوں سے اپنی نبوت منوار ہا ہے کیا یہ کھلی بلیک میلنگ (Black Mailing) نہیں ہے۔ اس وقت یہ بحث نہیں کہ یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں یا نہ۔ یہ بحث آگے آئے گی اس وقت صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ مرزا غلام احمد کا اپنی نبوت کو ان پیشگوئیوں کی بھیٹ چڑھانا اور اپنی نبوت کو دوسروں کی موتوں سے وابستہ کرنا یہ وہ راہ ہے جو اب تک کسی پیغمبر نے نہ اپنائی، پیغمبر اپنے بارے میں نبی نہ ہونے کا کبھی سوچ نہیں سکتے نہ وہ اپنی نبوت کو دنیا کے کسی واقعہ یا حادثہ کی بھیٹ چڑھاتے ہیں۔

مرزا کے اپنی نبوت کی دعوت دینے کے غیر فطری پیرائے :

مرزا غلام احمد کا سارا لٹریچر اس قسم کی بلیک میلنگ سے بھر پور ہے اس مختصر تحریر میں ان پر تفصیلی بحث کی گنجائش نہیں تاہم مرزا غلام احمد کی ایک پیشگوئی کا ہم یہاں ذکر کئے دیتے ہیں وہ اس پہلو سے نہیں کہ وہ پیشگوئی اپنے ہاں پوری ہوئی یا نہ یہاں ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد پیشگوئی کرنے میں کس قدر چالاک اور عیار مار ہتا بلکہ اسکے پورا نہ ہونے پر اصل الفاظ کو بد لنے میں بھی اسے کوئی شرم نہ آتی تھی۔

مرزا قادیانی کی اس چھٹی پیشگوئی کی کچھ ضروری تفصیل

مرزا صاحب کی صرف ایک پیشگوئی ہے جو مقرر کردہ تاریخ کے اندر واقع ہوئی اور وہ ہندو پنڈت نیلہ رام کی موت کی پیشگوئی تھی لیکن اسے ہم پیشگوئی کا پورا ہونا نہیں کہہ سکتے کیونکہ پیشگوئی کے الفاظ میں یہ ایک ایسی موت تھی جو انسانی ہاتھوں سے بالا ہو، اسے دیکھ کر کسی انسانی کارروائی کا گمان نہ گزرے۔ چھری سے قتل ایسی موت ہے جو انسانی ہاتھوں

سے وقوع میں آتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ قاتل پکڑا جاسکے یا نہ۔ لیکن جو موت کسی پر آسمانی لعنت کے طور پر اترے اس میں اس قسم کی علامات نہیں پائی جاتیں۔ کہ دیکھنے والے کو اس میں کسی انسانی سازش کا گمان گزرے پنڈت لیکھ رام جو مقررہ تاریخ کے اندر چھری سے مارا گیا اس پیشگوئی کے الفاظ آئینہ کمالات اسلام ص ۶۵۱ پر یہ تھے۔

"خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بد زبانوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سواب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں، آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو اوجو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا میں بھگنے کیلئے تیار ہوں۔ اور اس بات پر میں راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسی ڈال کر سولی پر کھینچا جائے۔"

پھر جب پنڈت لیکھ رام مارا گیا تو اس پیشگوئی کے الفاظ اس طرح وضع کر لیے گئے۔

"میں نے اس کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائے گا"

(نزل مسیح ص ۱۷۵ ر۔ خ جلد ۱۸ ص ۵۵۳)

اب آپ ہی دیکھیں کہ چھری کا لفظ اصل پیشگوئی میں نہ تھا مگر جب پنڈت لیکھ رام عملاً چھری سے مارا گیا تو مرزا غلام احمد نے نہایت چالاکی سے اصل پیشگوئی میں چھری کے الفاظ داخل کر دیئے۔ یہ اپنے فریب سے اسے پورا کرنے کی کوشش نہیں تو اور کیا ہے؟ مرزا غلام احمد کے یہ الفاظ یاد رکھیے اور دیکھئے کہ کیا وہ خود ان کا مصداق نہیں؟

ہم ایسے شخص کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال

کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے 'اپنے مکر سے' اپنے فریب سے ان کے پورے ہونے کی کوشش کرے اور کرائے (سراج منیر ص ۲۳) خرق عادت کے الفاظ سے ہٹ کر چھری کے الفاظ اپنی طرف ڈالنا کیا اپنی پیشگوئی کو درست ثابت کرنے کی ایک چال نہیں؟ اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

ایک حیرت اور تعجب کا ازالہ:

آپ یہ خیال نہ کریں کہ مرزا غلام احمد کو اس قسم کی جھوٹی پیشگوئیوں سے اس صف کے لوگوں میں آنے کا کیوں شوق تھا؟ اگر نہیں تو وہ کیسے پیشگوئیوں پر پیشگوئیاں کرتا چلا گیا۔ کیا اسے خود معلوم نہ تھا کہ اس مدت کے آگے میری ذلت اور رسوائی کے دن آئیں گے اور سب لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے۔ مرزا غلام احمد جن الفاظ میں پیشگوئی کرتا ہے ان سے متبادر ہوتا ہے کہ وہ بات بنا نہیں رہا خالص جھوٹ کو کیسے اس قسم کے یقینی الفاظ میں ڈھالا جاسکتا ہے؟ اس تعجب کا ازالہ درکار ہے:

مرزا غلام احمد کو ایسے چکر شیطان دیتا تھا وہ ایسی باتیں بہ پیرایہ وحی غلام احمد کے دل میں ڈالتا تھا اور یہ نادان سمجھتا تھا کہ یہ وحی خداوندی ہے جو ختم نبوت کے بعد پھر سے جاری ہو گئی ہے۔ قرآن کریم میں خبر دی گئی ہے کہ شیطان کبھی اس پیرائے میں بھی اپنے پیردلوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔

وان الشیاطین لیوحون الی اولیا نھم لیجادلوکم وان اطعتموھم انکم لمشرکون (پ ۸ الانعام ۱۲۱)

(ترجمہ) اور شیطان وحی کرتے ہیں اپنے دوستوں کی طرف تاکہ وہ تم سے مجادلہ کریں اور اگر تم نے ان کی بات مانی تو تم بھی مشرک ہو گئے۔

شیطانی وحی کس طرح آتی ہے اس میں بہت وسعت ہے ضروری نہیں کہ جن پر آئے اسی وقت انہیں اس کا پتہ چل جائے۔

مرزا غلام احمد خود بھی اس اصول کو مانتا ہے۔

"واضح ہو کہ شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے" (ضرورۃ الامام ص ۱۳)

مرزا غلام احمد کی ایک نادانی اور ایک چالاکی :

غلام احمد اپنے سچا اور جھوٹا ہونے کی جائے اس پیرائے میں سامنے کیوں آتا تھا کہ یہ وحی اس نے خود نہیں گھڑی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کی باتوں کے پیشتر الفاظ اسے اس وحی شیطانی سے موصول ہوتے تھے اور ان میں وہ اپنے آپ کو مغتری نہیں سمجھتا تھا لیکن اس بات میں وہ خود مجرم تھا کہ جب واقعات ثابت کر دیتے کہ وہ وحی خداوندی نہ تھی تو وہ اسے خواہ مخواہ سچ ثابت کرنے کے لئے تاویلات کرتا تھا اور جائے اس کے کہ وہ اس شیطانی وحی کو کتب و سنت پر پیش کرتا وہ اسے وحی خداوندی سمجھتے ہوئے خود اپنے سابقہ اسلامی عقائد کو چھوڑ گیا اس حکم کی وحی شیطانی نے جبر اس کے عقائد میں تبدیلی کرائی۔

مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے۔

"الغرض حقیقۃ الوحی کے حوالہ نے واضح کر دیا کہ نبوت اور حیات مسیح کے متعلق آپ کا عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح تھا مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرمائی۔"

(الفضل ۶ ستمبر ۱۹۴۱ء خطبہ جمعہ کالم ۳)

پھر یہ بھی کہا

دعویٰ مسیحیت کی بابت بھی تبدیلی جبراً بذریعہ وحی ہوئی اور نبوت کے متعلق بھی سابق عقیدہ میں وحی نے جبراً تبدیلی کرائی (ایضاً)

صورت حال کچھ بھی ہو یہ بات اپنی جگہ صحیح اور یقینی ہے کہ مرزا غلام احمد کی پیشگوئیاں کھلے بندوں جھوٹی نکلیں اور اگر کوئی شیطانی وحی کبھی سچی بھی نکلی تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ وحی خداوندی تھی مرزا خود لکھتا ہے۔

"ممکن ہے ایک خواب سچا بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن

ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکہ دیتا ہے تا ایمان چھین لے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۳)
مرزا غلام احمد کی یہ عبارت آپ پہلے بھی دیکھ آئے ہیں۔
"واضح ہو کہ شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے۔"

(ضرورت الہام ص ۱۳)

مرزا صاحب تو یہ بھی لکھتے ہیں۔

"راقم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق و فاجر بھی سچی خواہشیں دیکھ لیتے ہیں۔" (تختہ گوڑویہ ص ۳۸)
یہ وجہ ہمیں سمجھ میں نہیں آئی کہ اس حقیقت کو مرزا صاحب اپنا تجربہ کیسے بتا رہے ہیں۔
انہیں اس قسم کے لوگوں کی صف میں بیٹھنے کا کیوں شوق تھا۔

ہم ذیل میں مرزا غلام احمد کی چند پیشگوئیوں کا ذکر کریں گے اور یہ بات اپنی جگہ حق ہے کہ وحی الہی پر مبنی کوئی پیشگوئی غلط نہیں ہوتی قرآن کریم میں ہے :

فَلَا تَحْسِبَنَّ اللَّهَ مَخْلُوفٌ وَعَدَهُ رَسُولُهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ

(پ ۱۳ ابراہیم ۷۷)

(ترجمہ) سو خیال مت کر کہ اللہ اپنے رسولوں کو دیئے گئے وعدے کا خلاف کرے گا
بیشک اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا۔

ہم یہاں پہلے مرزا غلام احمد کی چند پیشگوییوں کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے بعد مرزا کی زندگی کے دوسرے پہلوؤں جیسے

(۱) لین دین میں بددیانتی

(۲) انسانی حقوق کی پامالی

(۳) کھلے ہندوں جھوٹ بولنا

(۴) تضادات کا شکار ہونا

(۵) بدزبانی اور فحش پسندی

وغیرہ ذکر کئے جائیں گے۔

مرزا غلام احمد کی جھوٹی پیشگوئیاں

مرزا غلام احمد کے مخالفین میں عیسائیوں میں پادری آتھم، مسلمانوں میں مولانا ثناء اللہ امرتسری، عورتوں میں مرحومہ محمدی بیگم اور اپنے ساتھیوں میں پٹیالہ کے ڈاکٹر عبدالحکیم اور ہندوؤں میں پنڈت لکھ رام خاص طور پر مرزا غلام احمد کی پیشگوئیوں کا موضوع بنے مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔

"در حقیقت میرا صدق یا کذب آزمانے کیلئے یہی کافی ہیں۔"

(ازالہ لوہام جلد ۲ ص ۳۱۸)

ضروری نہیں کہ جس قدر بطور نمونہ کے میں نے پیشگوئیاں کی ہیں ایک ایک پیشگوئی کا جھوٹا ہونا ثابت کیا جائے۔

مرزا غلام احمد کی ایک پیشگوئی بھی جھوٹی نکلے تو یہ اس کے کاذب ہونے کیلئے کافی ہے۔ خود لکھتا ہے۔

اگر ثابت ہو کہ میری سو پیشگوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔ (اربعین حصہ ۴ ص ۲۵۔ خ ج ۱ ص ۴۶۱)

اب ہم پادری عبداللہ آتھم سے اس بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

(i) عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی :

مرزا غلام احمد نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی کی اور کہا کہ خدا نے مجھے یہ نشان بھارت کے طور پر دیا ہے۔ مرزا غلام احمد لورپادری عبداللہ آتھم کا تحریری مناظرہ امرتسر میں ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵ جون ۱۸۹۳ء تک ہندوہ دن رہا۔ اس میں حکیم نور الدین نور مولوی سید محمد احسن مرزا صاحب کے معاون تھے اسی مناظرے کی روک ٹوک جنگ مقدس کے نام سے شیخ نور احمد مالک ریاض ہند پریس امرتسر نے شائع کی۔ مرزا غلام احمد نے اپنی آخری تحریر میں لکھا :

آج رات جو مجھ پر کھلا دیا ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور اتہمال سے جناب الہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بھارت کے طور پر دیا کہ اس صحت میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی ۱۵ ماہ تک ہلویہ میں گر لیا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بھر طیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے..... میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی..... تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔

(۱) مجھ کو ذلیل کیا جائے (۲) روسیہ کیا جائے (۳) میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے اور (۴) مجھ کو پھانسی دی جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ (۱) وہ ضرور ایسا ہی کرے گا (۲) ضرور کرے گا (۳) ضرور کرے گا (۴) زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

(جنگ مقدس ص ۲۱۱ رخ جلد ۶ ص ۲۹۲-۲۹۳)

اس پیشگوئی کے مطابق آتھم کی موت کا آخری دن ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء قرار پایا مگر دنیا

گواہ ہے کہ وہ ۵ ستمبر کو صحیح سلامت موجود تھا اب عبد اللہ آتھم کا خط بھی پڑھیں جو اس وقت کے اخبار "وفا دار" لاہور میں شائع ہوا۔

"میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں اور آپ کی توجہ مرزا صاحب کی کتاب نزول مسیح کی طرف دلاتا ہوں جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی موت کی پیشگوئی ہے اب مرزا صاحب کہتے ہیں کہ آتھم نے اپنے دل میں چونکہ اسلام قبول کر لیا ہے اس لئے نہیں مرا۔ خیر ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو تاویل کریں کون کسی کو روک سکتا ہے میں دل سے اور ظاہر پہلے بھی عیسائی تھا اور اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں۔" یہ دل سے توبہ کرنے کا تصور بھی مرزا صاحب کی نئی شریعت ہے قرآن شریف تو اس توبہ کو لائق قبول ٹھہراتا ہے جو کھول دی جائے یہ اچھی توبہ ہے۔ جو پیشگوئی کے جھوٹا نکلنے پر آتھم کے سر تھوپی جا رہی ہے قرآن کریم تو توبہ کے ساتھ اس کے بیان ہونے کو بھی لازم ٹھہراتا ہے :

الا الذين تابوا واصلحوا وبنوا فلانك التوب عليهم (پ ۲ البقرہ ۱۶۰)
(ترجمہ) مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور (اپنے بگاڑ کی) اصلاح کی اور اسے برسر عام بیان کیا وہ لوگ ہیں جن کی میں توبہ قبول کرتا ہوں۔

پھر اگر آتھم واقعی تائب ہو چکا تھا تو خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء سے پہلے کیوں اطلاع نہ دے دی۔ شیخ یعقوب علی عرفانی ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو اپنی جماعت کا حال ان لفظوں میں ذکر کرتا ہے :

"آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آگیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پر مردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں ہر طرف سے اداسی اور مایوسی کے آثار ظاہر ہیں لوگ نمازوں میں جھج جھج کر رہے ہیں کہ اے خداوند ہمیں رسو امت کریو غرضی لیا کرام مچا ہے کہ غیروں

کے رنگ بھی فق ہو رہے ہیں۔" (سیرت مسیح موعود ص ۷)

خود مرزا صاحب کا حال اس دن کیا تھا اسے ان کے بڑے بھیر احمد کے بیان میں دیکھیں آپ اس دن عملیات میں گھرے ہوئے تھے اور دانے پڑھوا رہے تھے وہ لکھتا ہے "وخیفہ ختم کرنے کے بعد ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وخیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر لے گئے اور فرمایا کہ یہ دانے کسی غیر آباد کنویں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیے۔"

(سیرت الہدی ج ۱ ص ۱۵۹)

یہ عملیات بتا رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد آتھم کو اندر سے مسلمان ہوا نہ سمجھتا تھا پھر معلوم نہیں خدا نے اسے مسلمان ہوا کیسے سمجھ لیا اور اس سے موت ٹال دی۔
مرزا بشیر الدین محمود کا بیان بھی لائق دید ہے جو الفصل ۲۰ جولائی ۱۹۳۰ء میں چھپا ہے وہ کہتا ہے۔ "اس دن کتنے کرب و اضطراب سے دعائیں کی گئیں چھین سوسو گز تک سنی جاتی تھیں اور ان میں سے ہر ایک زبان پر یہ دعا جاری تھی کہ یا اللہ آتھم مر جائے یا اللہ آتھم مر جائے۔"

مگر افسوس کہ اس کرام اور آہو زاری کے نتیجے میں بھی آتھم نہ مرا۔

(ii) محمدی بیگم سے نکاح کی پیشگوئی :

یہ کمن لڑکی ایک رشتہ سے مرزا صاحب کی بھانجی ایک رشتہ سے بھتیجی اور ایک رشتہ سے مرزا کی بیوی کی بھتیجی تھی اور آپ کی بہو کی بھی رشتہ کی بہن تھی ہندوستان کے سانج میں یہ مرزا غلام احمد کی اولاد کے درجے کی تھی غلام احمد خود لکھتا ہے۔

هذه المخطوبة جارية حديثة السن عذراء و كنت حينئذ جاوزت خمسين

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۴)

(ترجمہ) یہ جس کے نکاح کی طلب ہے ایک کسن چھو کر ہے اسے کسی نے نہیں چھوا ہے اور میں اس وقت پچاس سال سے تجاوز کر چکا ہوں۔

مرزا غلام احمد کی نظر اس پر بیٹھی کی نظر کیوں نہ پڑی بیوی کی نظر ہی کیوں پڑی ہم اس وقت اس پر حٹ نہیں کرتے۔ مرزا غلام احمد نے ۲۵ جولائی ۱۸۹۲ء کو ایک خواب میں دیکھا تھا۔

"چار بجے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے وہ عورت یکایک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ جوان عورت ہے میں نے دل میں خیال کیا یہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دیئے تھے اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی اس نے کہا میں آگئی ہوں" (تذکرہ ص ۸۳۱)۔

مرزا کی خواہش ہوتی تھی کہ جو خواب دیکھے اسے ظاہر بھی پورا کرے۔ مرزا کے چچا زاد بھائی مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین اور مرزا اکمال الدین محمدی بیگم کے حقیقی ماموں تھے اور یہ مرزا صاحب کی چچا زاد بہن کی بیٹی تھی۔ اس چچا زاد بہن کے رشتہ سے مرزا احمد بیگ مرزا غلام احمد کا بیوی لگایہ مرزا صاحب کا ماموں زاد بھائی بھی تھا۔ مرزا غلام احمد کے بیٹے فضل احمد کی بیوی محمدی بیگم کی پھوپھی زاد بہن تھی۔ سو مرزا غلام احمد کے ہاں یہ کسن لڑکی بہو کے برابر کی تھی۔

محمدی بیگم سے نکاح کی تحریک کیسے کی :

مرزا امام الدین کا ایک بھائی مرزا غلام حسین بھی تھا جو مفقود الخیر ہو گیا تھا اس کی بیوی مرزا احمد بیگ کی بہن تھی اس مفقود الخیر کی جائیداد بہن کے واسطے سے مرزا احمد بیگ

کو تب مل سکتی تھی کہ مرزا غلام حسین کے بھائیوں کی بھی اجازت ہو احمد بیگ ان کا بھوئی تھا اس لئے وہ اس پر راضی تھے جدی جائیداد ہونے کی وجہ سے برٹش لاء (British Law) میں مرزا غلام احمد کی اجازت بھی ضروری تھی گو شرعاً اس کا اس پر حق نہ بتاتا تھا۔ مرزا احمد بیگ (مرزا کا باموں زاد بھائی) مرزا غلام احمد سے دستخط کرانے آیا۔ تو مرزا نے یہ شرط لگا دی کہ اپنی کمین بیٹی مجھ پچاس سال کے بوڑھے کو دے دے اور یہ زمین لے لے۔ احمد بیگ اس بوڑھے کی اس خواہش پر حیران رہ گیا تھا۔ غیرت آئی اور وہ واپس چلا گیا مرزا غلام احمد نے مرزا احمد بیگ کو کہا کہ مجھے تو خدا نے وحی کی ہے کہ احمد بیگ سے یہ لڑکی مانگ۔ غلام احمد لکھتا ہے۔

"الہمت من اللہ الباقي وانبت من اخبار ماذهب وھلی قط الیھا و ماكنت الیھا من المستدینین فا وحی اللہ الی ان اخطب صبیۃ الکبیرۃ لنفسک. وقل لہ لیصاہرک اولاً ثم لیقتبس من قبسک. وقل انی امرت لاهبک ماطلبت من الارض وارضا اخری معها واحسن الیک باحسنات اخری علی ان تنکحنی احدی بناتک النبی ہی کبیر تھا"۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۲)

(ترجمہ) اللہ الباقی کی طرف سے مجھے الہام کیا گیا اور مجھے وہ خبر دی گئی میرا خیال بھی کبھی اس طرف نہ گیا تھا اور نہ میں کبھی اس کا منتظر تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ تو اس کی بیوی بیٹی کا رشتہ اپنے لئے مانگ اور اسے کہہ کہ وہ تجھے اپنی دامادی میں قبول کرے پھر تجھ سے وہ حصہ لے اور کہہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تیری مطلوبہ زمین تجھے ہبہ کر دوں اور اس کے ساتھ اور زمین بھی اور میں تجھ پر اور بھی بہت سے احسانات کروں گا اس شرط سے کہ تو اپنی دختر کلاں میرے نکاح میں دے۔

مرزا غلام احمد نے پھر یہ بھی کہا:

"اور اگر تو نے یہ بات نہ مانی تو جان لے کہ اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ اس کا نکاح

کسی دوسرے شخص سے اس کیلئے لور تیرے لئے ہر گز مبارک نہ ہوگا تو نکاح کے بعد تین سال میں مر جائے گا لور اسی طرح اس کا خاوند دھاکا سال کے اندر اندر مر جائے گا لور آخر کاریہ میرے نکاح میں آ کر رہے گی۔

لور پھر یہ بھی یقین دہانی کرائی کہ میں تجھے بہت کچھ دوں گا :

"میں تیری بیٹی (محمدی بیگم) کو اپنی کل زمین کا لور اپنی ہر مملوکہ چیز کا تیرا حصہ بطریق عطاء دوں گا لور تو جو بھی مانگے تجھے دوں گا یہ جو میں نے تجھے خط لکھا ہے اپنے رب کے حکم سے لکھا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۳ ملخصاً)

دیکھیے قادیانوں کا رب اس نکاح کی خاطر کس طرح فتنیں کر رہا ہے۔ جب مرزا احمد بیگ نے اپنی بیٹی مرزا سلطان محمد کے نکاح میں دے دی تو مرزا غلام احمد نے کہا۔
"میں بابر کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی دالدار احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو لور اگر میں جھوٹا ہوں تو وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی لور میری موت آجائے گی۔"
(ضمیمہ انجام آفتخام ص ۳۱ حاشیہ)

کیا مرزا غلام احمد کو محمدی بیگم کی ضرورت تھی :

پچاس سال کے بوڑھے کو اتنی کسین بیوی کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے ؟ مرزا صاحب کو تو ۱۸۹۶ء کا اپنا خواب پورا کرنا تھا جب وہ خواب میں اس کے پاس آئی تو وہ اب ظاہر میں بھی اس کے پاس آئے لور اس پر خدا کی وحی بھی آگئی ورنہ مرزا غلام احمد کو اس کی کوئی ضرورت نہ تھی اس نے مرزا احمد بیگ کو لکھا تھا۔

"مجھے نہ تمہاری ضرورت تھی نہ تمہاری لڑکی کی۔ عورتیں اس کے سوا لور بھی

میری ہیں" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۴)

مرزا سلطان محمد کی موت کی پیشگوئی :

غلام احمد نے پیشگوئی کی تھی کہ اگر محمدی دیم مرزا سلطان محمد سے مباحی گئی تو مرزا سلطان محمد ڈھائی سال کے اندر اندر مر جائے گا اور یہ بھی کہا:-

"اگر میں جھوٹا ہوں تو وہ پیشگوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۱)

تاریخ گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی ۱۹۰۵ء میں موت آگئی اور مرزا سلطان محمد زندہ رہا وہ ۱۹۱۳ء کی جنگ میں بھی شامل ہوا اس کے سر پر گولی بھی لگی مگر وہ نہ مرا اس کے پانچ بچے اور دو بیٹیاں ہوئیں جو مرزا غلام احمد کے کذب کی چلتی پھرتی تصویریں تھیں۔ غلام احمد اس کی موت کو تقدیر مبرم کہتا تھا مگر مرزا کی اپنی تقدیر بدل چکی تھی نہ محمدی دیم مرزا کی زندگی میں بیوہ ہوئی نہ اس کے نکاح میں آئی اور یہ چلا۔

مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت کی پیشگوئی اصل موضوع بحث نہیں۔ یہ غلام احمد کے کاذب ہونے کی ایک ضمنی شہادت ہے۔

اصل پیشگوئی مرزا غلام احمد کے محمدی دیم سے نکاح کی تھی یہ بات ضمن میں آ گئی ہے کہ اگر مرزا احمد بیگ اپنی بیٹی کو کسی دوسری جگہ میاہ دے تو انجام کار وہ بیوہ ہو کر مرزا کے نکاح میں آئے گی سو مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت محض ایک ضمنی پیشگوئی تھی مگر وہ بھی پوری نہ ہوئی۔

اصل پیشگوئی کی طرف پھر آئیں :

"خدا تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں (محمدی دیم) انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی..... خدا ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لاوے گا باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر۔"

کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو پورا کرے گا کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (ازالہ اوہام ص ۳۰۶ روحانی خزائن جلد ۳ ص ۳۰۵)

مرزا غلام احمد کو ایک دفعہ شک گزر کہ شاید اس پیشگوئی کا مطلب کچھ اور ہو مگر قبول مرزا غلام احمد خدا تعالیٰ نے اس میں شک کرنے کا دروازہ بھی بند کر دیا مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔

"اس عاجز کو ایک دفعہ سخت بیماری آئی یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی اس وقت یہ پیشگوئی آنکھوں کے سامنے آ گئی (کہ ابھی تک محمدی دیم سے نکاح نہیں ہوا) تب میں نے اس پیشگوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں نہیں سمجھ سکا تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا الحق من ربك فلا تكونن من الممترین ۵ یعنی تیرے رب کی طرف یہ بات سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۶۴)

یعنی تیرا نکاح محمدی دیم سے ہو کر رہے گا تو کیوں شک کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی باتیں تلا نہیں کرتیں۔

مرزا غلام احمد کا اشتہار ۱۸۹۳ء :

"اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے متعلق الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی میری یہ بات نہیں ٹلے گی پس اگر ٹل جاوے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔"

(اشتہار ۶ اکتوبر ۱۸۹۳ء تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۱۵)

ناظرین! غور فرمائیں کہ تقدیر مبرم اور لا تبدیل لکلمات اللہ کا کیا انجام ہوا۔ اب خدا کا یہ سات مرتبہ دہرا بھی سن لیں وہ کس طرح مرزا صاحب کو تسلی پہ تسلی دے رہا ہے۔ یہ یکے بعد دیگرے سات الہامات پڑھیں انہیں سیکے اور سر دھنیے۔

محمدی دگم کے آنے کے سات الہامات :

- (۱) فسیکفیکہم اللہ ویو دھا الیک (۲) امر من لدنا انا کنا فاعلین
(۳) زوجنکھا (۴) الحق من ربک فلا تکنن من الممتین (۵) لا تبدیل
لکلمات اللہ (۶) ان ربک فعال لما یرید (۷) انا رادھا الیک
(آنجام آتھم ص ۶۰، ۶۱ رخ جلد ۱۱ ص ۶۰، ۶۱)

(ترجمہ) سو خدا ان کے لئے مجھے کفایت کرے گا اور اس عورت کو تیری طرف واپس
لائے گا۔ یہ امر ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں ہم نے اسے تیرے نکاح
میں دے دیا۔ تیرے رب کی طرف سے یہ سچ ہے پس تو شک کرنے والوں میں سے مت
ہو۔ خدا کے کلمے بدلے نہیں کرتے۔ تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا
ہے (کوئی نہیں جو اس کو روک سکے)۔ ہم اس کو تیری طرف واپس لانے والے ہیں۔

مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی جو بار بار خدائی الہامات سے مرصع ہے اتنی مرتبہ
دہرائی گئی ہے کہ شاید ہی اور کوئی پیشگوئی اس کے ہم وزن ہو مگر افسوس کہ مرزا صاحب
ہمیں اس پر طعنہ دیتے ہیں کہ تم اسی پیشگوئی پر کیوں زیادہ بحث کرتے ہو کیا ہمیں اور کوئی
پیشگوئی نہیں ملتی۔ (دیکھئے تحفہ گوڑویہ ص ۲۰۹)۔

اور بھی بہت سی پیشگویاں ہیں جو پوری بوٹیں ایک اسی پیشگوئی پر کیوں بحث کی
جاتی ہے۔ (پیغام صلح لاہور ۱۶ جنوری ۱۹۲۱)

اگر ایک یادو پیشگویاں اس کی کسی جاہل اور بد فہم اور غبی کی سمجھ میں نہ آئیں تو اس سے یہ نتیجہ
نہیں نکال سکتے کہ وہ تمام پیشگویاں صحیح نہیں ہیں۔ (تذکرۃ الشہادتین ص ۳۱ طبع ۱۹۰۳)
مرزا غلام احمد کی کوشش کہ خدا کی بات غلط نہ نکلے :

قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد خدا کی محبت میں اس قدر ڈوبا ہوا تھا کہ وہ نہ چاہتا
تھا کہ خدا کی خبریں غلط نکلیں اور اس کے الہامات پورے نہ ہوں اس نے بہت کوشش کی

کہ جس طرح بھی ہو سکے محمدی بیگم ضرور ان کے نکاح میں آجائے۔ مرزا نے اپنے بیٹے فضل احمد کو آمادہ کیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے کیونکہ اس کے رشتہ دار محمدی بیگم کو اس کے نکاح میں نہیں دے رہے چنانچہ فضل احمد نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی پھر مرزا صاحب نے فضل احمد کی ماں (اپنی پہلی بیوی) کو بھی جو محمدی بیگم کے خاندان میں سے تھی طلاق دی کہ ممکن ہے فریق ثانی ان طرح طرح کی ابتلاؤں سے تنگ آ کر خدا کے الہامات کو پورا کر دیں۔ مرزا کی بیوی نصرت بھی خدا سے رو کر سوکن مانگتی رہی۔

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے :

"والدہ صاحبہ مکرمہ نے بار بار رو کر دعائیں کیں اور بار بار خدا کی قسم کھا کر کہا کہ گو میری زنانہ فطرت کراہت کرتی ہے مگر صدق دل اور شرح صدر سے چاہتی ہوں کہ خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوں۔" (سیرت المہدی جلد اول ص ۲۷۷ روایت ۲۹۰)

مگر تاریخ گواہ ہے کہ مرزا صاحب اسی حسرت کو لے کر قبر میں چلے گئے اور محمدی بیگم ان سے (۵۸) اٹھاون سال بعد تک دنیا میں زندہ رہی اور قادیانی اپنی آخری چال میں بھی بری طرح ناکام ہوئے کہ محمدی بیگم کو کسی بھانے (ربوہ) چناب نگر کے بمبشتی مقبرہ میں لا کر دفن کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ جو نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہو اور خود خدا نے پڑھ لیا ہو وہ کسی نہ کسی شکل میں پورا ہو ہی گیا ہے۔

محمدی بیگم کی پیشگوئی پوری نہ ہونے پر مرزا غلام احمد کی سزا :

مرزا غلام احمد نے خدا کے نام سے محمدی بیگم کے اپنے نکاح میں آنے کی پیشگوئی بار بار کی اور اس کے پورا نہ ہونے پر اپنی سزا یہ تجویز کی

ہمیشہ کی لعنتوں کی خبر :

(۱) "اگر یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت (بہ مرض

ہیضہ) کے ساتھ ہلاک کر..... اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا۔ اس کا مطلب اس کے سوایا ہو سکتا ہے کہ لوگ مجھ پر ہمیشہ لعنت کرتے رہیں۔ مرزا کی یہ سزا محمدی بیگم سے نکاح نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔" (اشہار ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۴)

دس لاکھ آدمیوں میں رسوائی کا خوف :

(۲) "یہ پیشگوئی ہزار ہالوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہو گا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہو اور ایک جہاں کی اسی پر نظر لگی ہوئی ہے۔" (اشہار ۱ جولائی ۱۸۹۰)

دجال کی آمد کا یقین دلانا :

(۳) "اگر یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے نہیں تو میں نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجال ہوں۔" (اشہار ۶ اکتوبر ۱۸۹۴)

اب چاہیے کہ قادیانی مرزا صاحب کے ان بیانات پر آمین کہیں تا معلوم ہو یہ اس کے مقتدی ہیں۔

کیا اس پیشگوئی کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے یہ دس لاکھ لعنتوں کا استقبال نہیں۔ اب جب یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی تو مرزا غلام احمد پر یہ سزا ضرور جاری ہونی چاہیے مخالفین تو مرزا پر یہ سزا ہمیشہ جاری رکھتے ہیں لیکن یہ فرض اس کے لواحقین کا بھی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد پر یہ سزائیں جاری کریں تا دنیا جان لے کہ مرزا کی بات جھوٹی نکلی اور یہ خدا کی بات نہیں تھی وہ قادیانی جو مرزا کے ان الہامات کو پڑھتے خود خدا سے پیہ بندگان ہونے لگے تھے کہ وہ کیوں بار بار وہ چیز کہتا ہے جسے وہ کر نہیں سکتا وہ بار بار کہتا ہے کہ محمدی بیگم کو تیرے نکاح میں لاؤں گا مگر وہ لا نہیں سکا وہ خدا ہی کیا ہوا جو ایک کام کرنا چاہے اور اسے نہ کر سکے اور بار بار احمدیگ کی فتیں کرے۔

یہ پیشگوئی کسی پر عذاب اترنے کی نہ تھی :

یہ پیشگوئی کوئی اندازی پیشگوئی نہ تھی محمدی حکم کے مرزا کے نکاح میں آنے کی خبر تھی اور اس کے تقدیر مبرم ہونے کا اعلان تھا سو یہاں قادیانیوں کی یہ تاویل بھی نہیں چل سکتی کہ محمدی حکم کے خاوند نے اپنے اس نکاح سے توبہ کر لی تھی اور محمدی حکم کو فارغ کر دیا تھا وہ پوری عمر مرزا غلام احمد کی چھاتی پر مونگ دلتا رہا اور مرزا صاحب اپنی اس خواہش کو پورا کئے بغیر ہی قبر میں اتار دیئے گئے اور وہ مدت دراز تک بعد میں زندہ رہا۔ مرزا ۱۹۰۸ء میں مرالور محمدی حکم کے خاوند نے پورے چالیس سال بعد ۱۹۴۸ء میں وفات پائی۔

جو پیشگوئی کسی کے صادق و کاذب ہونے کا معیار قرار دی گئی ہو اور اس کے پورا ہونے کا انتظار عوام و خواص دونوں کو بردہ لگا ہوا ہو اس میں کسی باریک تاویل کو راہ نہیں دی جاسکتی یہ اس لئے کہ صادق و کاذب کی اس پہچان میں عوام کو بھی اسے پہچاننے کا ہر کا حق حاصل ہے مرزا غلام احمد خود ہی بتائے کہ خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کو کس نے توڑا؟ مرزا سلطان محمد کی اتنی ہمت نہیں ہو سکتی کہ وہ خدا کا ارادہ توڑ دے مرزا خود لکھتا ہے :

"خدا کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بھٹلہ تعالیٰ چار پر اس سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔"

(تربیع القلوب ص ۳۵ ر۔خ جلد ۱۵ ص ۲۰۱)

غلام احمد یہ بھی لکھتا ہے:-

میرے خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ دو عورتیں تیرے نکاح میں لاؤں گا ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ کیا کوئی قادیانی بتا سکتا ہے کہ وہ کون سی بیوہ عورت ہے جس سے مرزا صاحب نے نکاح کیا مرزا سلطان محمد تو مرا نہیں اور نہ محمدی حکم مرزا صاحب کی

زندگی میں بیوہ ہوئی۔ پھر کیا خدا نے مرزا صاحب کو جھوٹی بھارت دی تھی؟ (معاذ اللہ)
جیسا یہ نبی تھا ایسا ہی اس کا خدا نکلا۔ اس پیشگوئی کے پورا نہ ہونے کی ایک ہی وجہ ہے جو
مرزا غلام احمد نے خود لکھ دی ہے :

"جو شخص اپنے دعوے میں کاذب ہو اس کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی"

(آئینہ کلمات اسلام ص ۳۲۲ د ۳۲۳، رخ جلد ۵ ص ۳۲۲ و ۳۲۳)

قادیانی مسلمانوں کے ذہنوں میں مہدی اور مسیح کے مسائل کیوں ڈالتے ہیں محض اس لئے
کہ مسلم عوام مرزا غلام احمد کی اس قسم کی باتوں پر غور نہ کریں نہ ان کو زیر بحث لائیں اور
مرزا غلام احمد کے ان تھوک جھوٹوں پر پردہ پڑا رہے۔ اردو خوان طبقے پر قادیانیت کو
جاننے اور سمجھنے کے لئے اس سے بہتر کوئی راہ نہیں کہ مرزا کی ان پیشگوئیوں پر غور کریں
کیا مہدی اور مسیح سے ان جھوٹوں کی توقع کی جاسکتی ہے؟

(۳) مرزا کے لئے رحمت کا نشان جو اس نے مانگا :

مرزا غلام احمد کی بیوی نصرت جہاں بیگم حاملہ ہوئی تو مرزا صاحب نے ۱۸ اپریل

۱۸۸۶ء اشتہار دیا۔

خدا نے رحیم و کریم و بزرگ و بڑترنے جو ہر چیز پر قادر ہے مجھ کو اپنے الہام سے

مخاطب کر کے فرمایا ہے :

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اس کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو
تجھے بھارت ہو ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت و
دولت ہو گا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہوں کو
بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمہ اللہ ہو گا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۵۸)

مگر افسوس کہ اس حمل سے مرزا غلام احمد کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اسے لوگوں

میں بوی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اب مرزا کی تاویلیں سنئے اس نے کہا میں نے یہ تو نہیں
 کہا تھا کہ وہ رحمت کا نشان اسی حمل سے پیدا ہو گا سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر تو نے یہ پیشگوئی
 اس حمل کے موقع پر کیوں کی۔ اس سے پہلے کی ہوتی تو اسے کسی بھی حمل پر محمول کیا جا
 سکتا تھا خاص موقع پر جو بات کہی جائے وہ اس خاص موقع کے لئے ہی ہوتی ہے۔

مرزا غلام احمد نے اس پیشگوئی کو (لڑکی پیدا ہونے کی وجہ سے) اگلے حمل پر
 ڈال دیا نصرت جہاں بیگم پھر دسمبر ۱۸۸۶ء کو حاملہ ہوئی اور ۷ اگست مرزا کے ہاں لڑکا پیدا
 ہوا۔ اور مرزا نے اعلان کیا :

"اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں
 نے اشتہار ۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی۔ اور خدا سے اطلاع پا کر اپنے کھلے
 بیان میں لکھا تھا..... آج سولہ ذی قعدہ ۱۳۰۴ھ بمطابق ۷ اگست ۱۸۸۶ء میں بارہ
 بچے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۹۹)

مرزا نے اس لڑکے کا نام بشیر احمد رکھا اور قادیانی اس بچے کے سبب زمین کے
 کناروں تک پہنچنے کے خواب دیکھ رہے تھے مگر افسوس کہ وہ لڑکا سولہ مہینے زندہ رہ کر فوت
 ہو گیا اور مرزا صاحب بہت گھبرائے کہ اب اس پیشگوئی کا کیا بنے گا اب مرزا صاحب کے
 موافقین کے دل بھی ڈولنے لگے تھے ایسے وقتوں میں مرزا صاحب کے رفیق راز حکیم نور
 الدین ہوتے تھے جو مرزا صاحب کو مشورہ دیا کرتے تھے کہ اب کو نساد عوی کیا جائے اور
 کونسا نہ؟ مرزا غلام احمد نے اس پریشانی میں حکیم نور الدین کو لکھا۔

میرا لڑکا بشیر تیس روز بیمار رہ کر آج بھضائے الہی رب عزوجل انتقال کر گیا ہے
 اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات
 پیدا ہوں گے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ (مکتوبات احمدیہ جلد ۵ ص ۲)

حکیم نور الدین نے مشورہ دیا کہ اس مرحوم لڑکے کو بشیر اول سے موسوم کرو اس سے سمجھا جائے گا کہ اب بغیر دوم آئے گا جو اس پیشگوئی کو پورا کرے گا اس پیشگوئی کو تیسرے حمل پر محمول کرنے کو لوگ ایسی پیشگوئیوں سے مذاق سمجھیں گے اس کی بجائے بشیر اول اور بغیر دوم کی تاویل کچھ بھڑر ہے گی اب بغیر ثانی کو اس پیشگوئی کا مصداق بنانے میں زیادہ دقت نہ ہوگی۔

حکیم نور الدین بغیر احمد کی وفات سے اس قدر پریشان تھا کہ زندگی بھر اس نے ایسی پریشانی نہ دیکھی تھی مرزا بغیر الدین محمود نے ۱۹۲۰ء کے ایک خطبہ میں حکیم صاحب کے اس مشورے کو اگل دیا مرزا محمود کہتا ہے حکیم صاحب نے کہا تھا۔

"اگر اس وقت میرا پناہر جاتا تو میں کچھ پروا نہ کرتا مگر بشیر اول فوت نہ ہوتا اور لوگ اس ابتلاء سے بچ رہتے۔" (الفضل جلد ۸ ص ۱۵۔ ۳۰ اگست ۱۹۲۰)

دیکھئے حکیم صاحب نے کس حکیمانہ پیرائے میں بغیر اول کی اصطلاح مرزا غلام احمد کے ذہن میں اتار دی استلاشاگرد ایک دوسرے کے اشاروں کو خوب سمجھتے تھے۔ تاہم اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مرزا غلام احمد کی پیشگوئی دو دفعہ ان کی پوری جماعت کے لئے جگ ہنسائی کا موجب بنی اور بھول حکیم صاحب یہ قادیانیوں کیلئے ایک بہت بڑی ابتلاء تھی اور یہ سمجھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بھی مرزا غلام احمد کی اس پیشگوئی کا مطلب وہی سمجھا ہو جو مخالفین نے سمجھا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی جھوٹی نکلی تھی تو مرزا غلام احمد اس پیشگوئی کے جھوٹا نکلنے سے اپنے پیروؤں کے دلوں کی دھڑکنیں سن رہا تھا مرزا نے اپنے اس صدمے کی اطلاع حکیم نور الدین کو ان لفظوں میں دی تھی :

"اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے۔ اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔" (مکتوبات احمدیہ حصہ پنجم ص ۲)

افسوس کہ مرزا غلام احمد حکیم نور الدین اور مرزا محمود میں سے کسی کا ذہن اس

طرف منتقل نہ ہوا کہ خدا نے مرزا غلام احمد کو قبل از وقت ایسی بھارت ہی کیوں دی جس نے پوری جماعت کے سکون کو تہ وبالا کر دیا۔ قادیانی اس کے جواب میں کہتے ہیں خدا سے کوئی ایسا سوال نہیں کر سکتا وہ جو چاہے کرے۔

(۴) ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کی موت کی پیشگوئی :

مرزا غلام احمد کی کتاب چشمہ معرفت میں ایک یہ پیشگوئی بھی ملاحظہ کریں۔
 "اور ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوئے اور ان کا نام و نشان نہ رہا ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام عبد الحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۳۔ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اس کی مچائی کے لئے ایک نشان ہو گا یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے پہلے اس نے بیعت کی اور بعد میں برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا پھر..... مرتد ہو گیا..... مگر خدا تعالیٰ نے اس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا..... بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا۔" (چشمہ معرفت ص: ۳۲۱ و ۳۲۲ ر۔ خ جلد ۲۳ ص: ۳۳۶ و ۳۳۷)

تاریخ گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد ڈاکٹر عبد الحکیم کی پیشگوئی کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء (۴۔ اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے پہلے) مر گیا اور ڈاکٹر عبد الحکیم خان ۱۹۱۹ء میں اس کے بہت بعد فوت ہوا۔

یہ مرزا غلام احمد کی آخری پیشگوئی تھی اور وہ بھی جھوٹی نکلی مرزا غلام احمد کی اس پیشگوئی میں کئی امور لائق توجہ ہیں۔

(۱) مرزا غلام احمد نے اپنے ان دشمنوں کو مسلمان تسلیم کیا ہے معلوم ہوا وہ اپنے آپ کو اس وقت مسلمان نہیں سمجھتا تھا مسلمان اس کے دشمن تھے یہ کتاب چشمہ معرفت مرزا کے مرنے سے گیارہ دن پہلے ۱۵ مئی ۱۹۰۸ کو شائع ہوئی تھی۔

(۲) مرزا غلام احمد نے یہ بھی جھوٹ بولا کہ اس کے دشمن ہلاک ہوئے مولانا ثناء اللہ امرتسری مولانا پیر مر علی شاہ گولڑوی مرزا احمد بیگ کا داماد جو مرزا صاحب کی آسمانی منکوہ کو اپنے گھر رکھے رہا یہ سب زندہ اور موجود تھے۔

(۳) مرزا غلام احمد نے ڈاکٹر صاحب کے بالقابل جو پیشگوئی کی وہ خدا کے نام پر کی اور اسے خدائی خبر کہا اور ظاہر ہے کہ خدائی خبر غلط نہیں ہو سکتی۔

(۴) یہ ڈاکٹر عبد الحکیم پہلے مرزا غلام احمد کی جماعت میں شامل تھا پھر اس کا مخالف ہو گیا قادیانی اب تک اسے مرتد لکھتے ہیں۔

(دیکھئے سلسلہ احمدیہ جلد اول ص ۶۹ مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم۔ اے) معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد ان دنوں اپنے مخالفین سے کفر و اسلام کے فاصلے پر آ گیا تھا ورنہ وہ ان لوگوں کو جو کلمہ اسلام پڑھتے تھے 'اہل قبلہ تھے' نمازیں بھی پڑھتے تھے کبھی مرتد نہ کہتا حقیقت یہ ہے کہ مسلمان تو مسلمان ہی رہے یہ خود اسلام سے نکل کر مرتد ہو گیا تھا۔

(۵) مرزا غلام احمد کی عمر کی پیشگوئی

مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ :

"ہم تجھے (۸۰) اسی سال یا اس کے قریب قریب اچھی زندگی دیں گے۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۳۵ رخ جلد ۳ ص ۴۴۳)

پھر مرزا صاحب نے اس لفظ قریب قریب کی تعین بھی خود ہی کر دی اور یہ بھی

خدا کے نام سے کی :

"خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہو گی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔"

(ضمیمہ براہمن احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۷ ر۔خ جلد ۲۱ ص ۲۵۸)

مرزا صاحب کی وفات بالافتاق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ میں ہوئی اب صرف یہ جانتا کافی ہو گا کہ ان کی پیدائش کس سن میں ہوئی تھی مرزا خود لکھتا ہے :

"میری پیدائش ۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔"

(کتاب البریہ ص ۱۵۹ ر۔خ جلد ۱۳ ص ۱۷۷ در حاشیہ)

ان تحریرات کی روشنی میں مرزا غلام احمد کی عمر ۶۸ سال کی ہوئی مذکورہ خدائی الہامات کے تحت اس کی عمر زیادہ سے زیادہ ۸۶ سال اور کم از کم ۷۴ سال ہونی چاہیے تھی مگر مرزا غلام احمد اس پیشگوئی کو پورا کئے بغیر ۶۸ سال کی عمر میں ہی قبر میں اتر گئے مرزا غلام احمد کے پیر و تاریخ وفات ۱۹۰۸ میں تو کوئی تبدیلی نہ کر سکتے تھے انہوں نے تاریخ پیدائش کو مقدم کرنے کی کوشش کی اور دعویٰ کیا کہ مرزا صاحب نے کتاب البریہ میں اپنا سال پیدائش غلط لکھا ہے وہ اس سے چھ سال پہلے پیدا ہوئے تھے ہم اس سلسلہ میں قادیانی مبلغین کے تمام دلائل اور شہادت کا تنقیدی جائزہ اپنے پرچہ ہفت روزہ "دعوت" لاہور میں لے چکے ہیں۔ مولانا تاج محمد صاحب مدرس مدرسہ عربی فقیر والی بہاولنگر نے الفضل ربوہ اور دعوت لاہور کے سب جوابی مضامین ایک کتابی صورت میں جمع کر دیئے ہیں اور یہ کتاب مرزا غلام احمد کی عمر کی پیشگوئی کے نام سے چھپ چکی ہے جو صاحب اس پیشگوئی کے تفصیلی مطالعہ کے خواہشمند ہوں وہ اس کتاب میں ان مباحث کو دیکھ لیں۔

مرزا غلام احمد کا لین دین امانت و دیانت کے نقطہ نظر سے :

دولت کی کس کو ضرورت نہیں اور کون ہے جو مادی وسائل کے بغیر اپنی دنیوی ضروریات پوری کر سکے لیکن جو لوگ زمین پر خدا کے نام پر آواز دیتے ہیں وہ اس آواز پر محوئی

اجر نہیں مانگتے نہ اپنے گھرانے کے لئے زکوٰۃ لینا جائز جانتے ہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کو اس کا حکم فرمایا:

قل لا اسئلكم عليه اجرا ان هو الا ذکری للعالمین (پ ۷ الانعام ۹۰)

(ترجمہ) آپ کہہ دیجئے میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا وہ (یعنی قرآن) تو بس ایک نصیحت ہے جہاں والوں کیلئے۔

مرزا غلام احمد جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نبوت پانے والا کتاراہاب اسے اس پہلو سے بھی دیکھیں کہ اس کا لین دین کیا واقعی کسی دیانت اور امانت کا آئینہ دار تھا اور کس پیرایہ میں اس میں شریعت کی پابندی پائی جاتی تھی آج کی مجلس میں کچھ اس کا بیان ہو گا واللہ هو الموفق لما یحبہ ویرضی بہ۔

کتاب براہین احمدیہ کے اشتہارات :

غلام احمد نے براہین احمدیہ کے لئے پہلا اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء کو دیا اور اس میں لکھ دیا۔

"بہ نیت خریداری کتاب پانچ پانچ روپیہ مع اپنی درخواستوں کے راقم کے پاس بھیج دیں جیسی کتاب چھپتی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی۔" (تبلیغ رسالت جلد اول ص ۸)

لوگوں نے قیمت بھیج دی مگر مرزا صاحب نے کتاب انہیں نہ بھیجی اور کتاب چھپی بھی نہ یہاں تک کہ مرزا صاحب نے ۳ دسمبر ۱۸۷۹ء کو ایک اور اشتہار نکال دیا۔

ناچار بصد اضطراب یہ تجویز سوچی گئی جو قیمت کتاب کی بہ نظر حیثیت کتاب کے نہایت درجہ قلیل اور ناچیز ہے دو چند کی جائے قیمت اس کتاب کی جائے پانچ روپیہ کے دس روپیہ تصور فرمائیں ان شاء اللہ یہ کتاب جنوری ۱۸۸۰ء میں طبع ہو کر فروری میں شائع ہو جائے گی۔

یہ دس روپیہ عام لوگوں کے لئے تھا خواص کے لئے اور دوسری قوموں کے لئے

قیمت ۲۵ روپے رکھی گئی تھی مرزا صاحب نے اگلا اشتہار یہ دیا :

"مصارف پر نظر کر کے واجب معلوم ہوتا تھا کہ آئندہ قیمت کتاب
سورہ پیہ رکھی جائے اور واضح رہے کہ اب یہ کام ان لوگوں کی ہمت
سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا کہ جو مجرد خریدار ہونے کی وجہ سے
ایک عارضی جوش رکھتے ہیں بلکہ اس وقت کئی ایک عالی ہمتوں کی
توجہات کی ضرورت ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد اول ص ۲۳)

مرزا غلام احمد قیمت بڑھانے کے ساتھ ساتھ صفحات بڑھانے کا بھی اعلان کرتا رہا آخری
عہد چار ہزار آٹھ سو صفحات کا رہا تھا۔ مگر مصنف نے ۴۶۲ صفحات میں براہین احمدیہ کی
چار جلدیں شائع کر کے آئندہ اس سلسلہ میں چپ کا روزہ رکھ لیا چوتھی جلد کے آخر
میں اعلان کر دیا۔

"ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی
اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر اور باطناً حضرت رب العالمین ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۴۷)

ظاہر سے مراد یہ ہے کہ یہاں اس کا لین دین اور حساب بھی میرے ذمہ نہیں
اور باطناً سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں بھی اب مجھ پر اس کا کوئی بوجھ نہ ہوگا۔

کتاب براہین احمدیہ تاریخ کے دوسرے دور میں :

"مرزا غلام احمد لکھتا ہے اب یہ سلسلہ تالیف کتاب بوجہ الہامات الہیہ دوسرا رنگ
پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب تین سو جزو تک ضرور
پہنچے بلکہ جس طرح سے خدا تعالیٰ مناسب سمجھے گا کم یا زیادہ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اس کام
کو انجام دے گا کہ یہ سب کام اسی کے ہاتھ میں اور اسی کے امر سے ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۹۱)

ظاہری کاروبار کو اس طرح خدا کے سپرد کرنا اور خود درمیان سے نکل جانا ایک ایسا عمل تھا جس سے خریداروں میں عجیب ہيجان پیدا ہو گیا اور انہوں نے مرزا صاحب کو کیا کیا کہا اسے خود مرزا صاحب کے الفاظ میں دیکھیں:-

غلط لین دین کے باعث مرزا اپنے عوام میں :

مرزا اپنے عوام کے بارے میں لکھتا ہے۔ "ان لوگوں نے زبان درازی اور بد نظمی سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا کہ کوئی دقیقہ سخت گوئی کا باقی نہ رکھا اس عاجز کو چور قرار دیا، مکار ٹھہرایا، مال مردم خور کے مشہور کیا، حرام خور کہہ کر نام لیا، دغا باز نام رکھا اور اپنے پانچ روپے یا دس روپے کے غم میں وہ سیلا کیا کہ گویا تمام گھرانہ کا لوٹا گیا۔" (تبلیغ رسالت جلد ۳ ص ۳۴)

یہ شکوے اور طعنے کسی ایک آدمی کے نہیں ایک جم غفیر کے ہیں اور ملک کے مختلف گوشوں سے ہیں اور ادھر صرف مرزا غلام احمد تھا جس پر جان کی بن گئی تھی۔ ہم اس موقع پر یہ پوچھتے بغیر نہیں رہ سکتے کہ کیا پہلے پیغمبروں میں بھی کوئی ایسا ہوا جس پر یہ الزامات لگے ہوں جو مرزا غلام احمد نے تسلیم کئے کہ واقعی اس پر لگے تھے؟ اگر نہیں تو کیا مرزا غلام احمد کا یہ بیان خود اس کی تردید نہیں کہ وہ واقعی کوئی ملہم ربانی اور مرسل یزدانی نہ تھا۔ مرزا کے پہلے دعوؤں میں جس طرح سے تدریج ہے چندہ اکٹھا کرنے میں بھی وہ تدریج سے چلا پانچ سے دس، دس سے پچیس، پچیس سے سو اور پھر "سب بلا مردن ملا" سارے چندے کا مہتمم اور متولی خدا کو بنا دیا۔

پھر مرزا صاحب نے ۱۸۹۹ء میں یہ اعلان کیا جو ایام الصلح کے شروع میں طبع ہے۔

براہمن احمدیہ کا بقیہ نہ چھاپنے پر اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے قرآن شریف بھی باوجود کلام الہی ہونے کے جنیس برس میں نازل ہوا پھر اگر خدا تعالیٰ نے مصالح کی

غرض سے براہین کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کون سا حرج ہوا۔
ہم اس پر یہ سوال کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ کیا خدا تعالیٰ نے بھی قرآن اتارنے
سے پہلے لوگوں سے کوئی رقبے وصول کی تھیں اور کوئی وعدے کئے تھے۔

براہین احمدیہ کے پانچویں حصے کی اشاعت :

مرزا غلام احمد نے ۱۸۷۹ء میں براہین احمدیہ شروع کی تھی ۱۸۸۴ء میں اس کا
چوتھا حصہ شائع ہوا۔ (سیرت المہدی جلد ۲ ص ۱۵۱)

۱۸۸۸ء میں مرزا نے ٹخنہ حق شائع کی اور اس میں براہین احمدیہ حصہ پنجم شائع
کرنے کا اعلان کیا یہ پانچواں حصہ مرزا کی وفات کے بعد اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا مرزا
غلام احمد اس پانچویں حصہ میں لکھتا ہے :

"پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا اور چونکہ پچاس اور
پانچ میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔"

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷ ر۔خ جلد ۲۱ ص ۹)
اس پر براہین احمدیہ کی طویل داستان اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو گئی اور اب
مصنف ہی سفر آخرت پر روانہ ہو گئے اس لئے اب عوام کی طرف سے مرزا صاحب کے
خلاف کوئی عوامی سیلپا نہ ہوا نہ اب لوگوں کے کسی مطالبے کا ڈر رہا۔

براہین احمدیہ کی تالیف میں علماء سے علمی اعانت :

سر سید احمد خاں کے حلقہ کے لوگوں میں مولوی چراغ علی حیدر آباد دکن میں
ایک معروف شخصیت تھی ان کی وفات کے بعد ان کے کاغذات میں مرزا غلام احمد کے بھی
کئی خطوط ملے ہیں۔

وہ خطوط مولوی محمد یحییٰ تنہا نے سیر المصنفین کی جلد ۲ ص ۱۱۹ پر دے دیئے

ہیں مرزا غلام احمد کا ایک خط مولوی چراغ علی کے نام ملاحظہ ہو :

جب آپ سا اولوالعزم صاحب نفیست دینی و دنیوی سے دل سے حامی ہو اور تائید دین حق میں دلی گرمی کا اظہار فرمائے تو بلاشبہ دریب اس کو تائید غیبی خیال کرنا چاہئے۔ ماسوا اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت ہوں۔ (سیر المصنفین جلد ۲ ص ۱۱۹ طبع مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی)

بلائے اردو مولوی عبدالحق سیکریٹری انجمن ترقی اردو نے اپنی کتاب "چند ہم عصر" میں مولوی چراغ علی کا ذکر کیا ہے اور مرزا غلام احمد کے وہ خطوط بھی درج کئے ہیں جو ان کے نام ہیں۔ (دیکھئے کتاب چند ہم عصر ص ۷۳-۵۰) اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد اس کتاب کی تالیف میں دوسرے اہل علم حضرات سے علمی مدد لیتا تھا۔ اور غلط کہتا تھا کہ یہ روحانی خزائن میرے ہی ہیں۔

مرزا غلام احمد نے گوجر خاں کے فضل محمد کی کتاب اسرار شریعت سے بھی مختلف علمی مباحث اپنی مختلف کتابوں میں بلا حوالہ دیئے کچھ مضامین لیے ہیں اور وہ اپنی طرف سے بیان کئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کس طرح چھپے چھپے دوسرے اہل علم سے علمی مدد لیتا تھا۔ یہاں پہنچ کر انسان و رطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ یہ کیسا ملہم ربانی اور مامور آسمانی ہے جو اہل زمین سے علمی مضامین لیتا ہے اور انہیں آسانی عنایت بتلاتا ہے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے بھی اپنی کتاب احکام اسلام عقل کی نظر میں اس اسرار شریعت سے کچھ مضامین لئے مگر پہلے لکھ دیا کہ وہ یہ باتیں کس دوسری کتاب سے لے رہے ہیں انہیں اپنی کاوش نہ بتلایا مگر افسوس کہ غلام احمد نے اس کتاب سے جو مضامین لئے اس نے انہیں اپنا ظاہر کیا اور یہ نہ بتلایا کہ وہ انہیں اسرار شریعت سے لے رہا ہے یہ بحث برآۃ تھانوی کے نام سے ماہنامہ الخیر اور ماہنامہ بینات نے مستقل رسالے کی صورت میں شائع کی ہے۔ بعض نادان قادیانیوں نے جب

حضرت حکیم الامت کی اس کتاب میں وہ مضامین دیکھے اور انہیں وہ مرزا غلام احمد کی کتابوں میں بھی دیکھ چکے تھے تو انہوں نے سمجھا کہ شاید مولانا تھانویؒ نے یہ مضامین غلام احمد سے لئے ہوں ہم نے کتاب اسرار شریعت (جو تین حصوں میں ہے) کے ان مضامین پر ماہنامہ الخیر ملتان کی اشاعت میں نقالی حث کی ہے اور ثابت کیا کہ مرزا غلام احمد کس چھپے انداز میں وقت کے دیگر اہل علم سے علمی فیض لیتا رہا اور انہیں اپنے نام سے شائع کرتا رہا کیا کوئی ملہم ربانی اس شرمناک انداز میں کسی علمی سرقے کا مرتکب ہو سکتا ہے؟ ہم یہاں صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد جس طرح مالی لین دین میں صاف دامن نہ تھا بھول اپنے عوام کے دغا باز اور چور تھا، علمی امور میں بھی وہ دوسروں کا ہمدرد خوشہ چھین رہا مگر ملہم ربانی ہونے کے دعویٰ کی وجہ سے وہ کھلے ہمدوں ان سے فیضیاب ہونے کا اقرار نہ کر سکا۔

براہمن احمدیہ میں مرزا غلام احمد کا حصہ :

براہمن احمدیہ کے لکھنے کی غرض غیر مسلموں کے اعتراض سے اسلام کا دفاع تھا یہ کتاب مرزا غلام احمد کی اپنی شخصیت کے تعارف و دفاع کیلئے نہ لکھی گئی تھی۔ مرزا غلام احمد اس کی غایت تالیف ان الفاظ میں بیان کرتا ہے :

(۱) اس خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے۔ (اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء تبلیغ رسالت حصہ اول ب ص ۸)

(۲) بڑی شکر گزاری سے لکھا جاتا ہے کہ حضرت مولوی چراغ علی خاں صاحب معتمد مدار المہام دولت آصفیہ حیدر آباد دکن نے بغیر ملاحظہ کئے کسی اشتہار کے خود بخود اپنے کرم ذاتی و ہمت و حمایت و حمیت اسلامیہ سے ایک نوٹ دس روپے کا بھیجا ہے۔

(ایضاً ص ۹)

(۳) میں مندرجہ ذیل صاحبوں کا بدل مشکور ہوں کہ جنہوں نے سب سے پہلے اس

کتاب کی اعانت کے لئے بیاد ڈالی اور خریداری کتب کا وعدہ فرمایا۔

- (۱) نواب شاہجان بیگم ریاست بھوپال
- (۲) نواب ریاست لوہارو
- (۳) خلیفہ محمد حسن وزیر اعظم ریاست پٹیالہ
- (۴) نواب فیروز الدین خاں وزیر اعظم بہاولپور
- (۵) نواب غلام قادر خاں وزیر ریاست نالہ گڑھ
- (۶) نواب بہادر حیدر آباد کن
- (۷) نواب نظیر الدولہ بہادر بھوپال
- (۸) نواب سلطان الدولہ بہادر بھوپال
- (۹) نواب علی محمد خاں لدھیانہ
- (۱۰) نواب غلام محبوب سبحانی رئیس اعظم لاہور
- (۱۱) سردار غلام محمد خاں انیس واہ
- (۱۲) مولوی محمد چراغ علی خاں مدار المہام حیدر آباد کن (ایضاً ص ۸)

یہ بارہ حضرات امام زماں کے پیرو اور بیعت کنندہ تونہ تھے یہ کس لئے مرزا غلام احمد کی مالی اعانت کر رہے تھے مصنف پہلے سے تو متعارف ہے نہیں اور نہ ہی ان تک کتاب کا اشتہار پہنچا پھر یہ کس طرح بارہ کے بارہ مرزا غلام احمد کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ان حضرات کا انگریز حکومت کے وفاداروں میں شمار ہوتا تھا اگر انگریزوں کے ہاں پہلے سے کوئی مینٹنگ نہ ہوئی تھی کہ کسی شخص کو مسیح موعود کے نام سے آگے لایا جائے جو جہاد کو منسوخ کرے تو یہ سب کے سب کس طرح مرزا غلام احمد کی مالی امداد میں آگے آ گئے۔

تاہم ظاہر ہے کہ کتاب اسلام کی حمایت اور حمیت کے لئے ترتیب دی جانی تھی مگر کہ مرزا غلام احمد نے لوگوں کی عقیدت اسلام سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کتاب میں

اپنے آئندہ پروگرام کا بھی ایک جال بچھادیا علماء تو ویسے ہی اس کتاب کی حمایت پر تلے ہوئے تھے اس نے اس میں اپنے الہامات بھی ڈال دیئے اور علماء کو خوش کرنے کے لئے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ بھی کھلے لفظوں میں درج کر دیا۔

اس کتاب کے علمی مضامین تو بیٹھک مرزا غلام احمد نے علماء حضرات سے حاصل کئے ہوں گے لیکن آئندہ علماء کو اپنی گرفت میں لینے کے لئے اس نے اپنی زمین اسی میں ہموار کر لی اور اپنے الہامات اس میں ڈال دیئے اور یہ نہ سوچا کہ آئندہ اس کے معتقد اس مشکل کو کیسے حل کریں گے کہ یہ شخص ملہم ربانی اور مامور یزدانی ہو کر اس کتاب میں حیات مسیح کا کیوں اقرار کر گیا اور اتنی بڑی غلطی کیسے کر گیا جس کے خلاف قرآن کی تیس آیات بھول اس کے صریح شہادت دے رہی تھیں کہ عیسیٰ ابن مریم فوت ہو چکے۔

اب آپ ہی غور فرمائیں کہ لوگوں کو اس طرح اپنے داؤ اور بیج میں لانا کیا اللہ والوں کا عمل ہو سکتا ہے مگر غلام احمد اس پر خوش اور نازاں تھا کہ علماء اس کے بیج میں پھنس گئے۔ مرزا غلام احمد اپنے ان الہامات کے بارے میں لکھتا ہے۔

"وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جب کہ یہ علماء میرے موافق تھے یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہو گا کہ میرے مسیح موعود ہونے کی بیجا زانی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو کبھی ان کو قبول نہ کرتے یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور

بیج میں پھنس گئے۔" (اربعین حصہ ۲ ص ۲۱)

یہ دوسروں کو بیچ میں پھنسانا کن لوگوں کا کام ہوتا ہے ہوشیار اور چالاک لوگوں کا یا سادے اور بھولے بھالے لوگوں کا؟ یہ فیصلہ آپ کریں۔

جب اس کتاب میں عقیدہ نزول عیسیٰ ابن مریم صحیح طور پر بیان کر دیا گیا تھا تو پھر کیا اس کا کسی کو وہم گزر سکتا تھا کہ یہ شخص خود مسیح موعود بنے گا اور ان الہامات کا مصداق وہ اپنے آپ کو ٹھہرائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اسے حیات مسیح کے عقیدہ سے دستبردار ہونا پڑا اور اس نے اپنے اس عقیدہ کو غلط ٹھہرایا جو اس نے نزول عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں براہین احمدیہ میں لکھا تھا سو یہ مرزا غلام احمد کا ایک جھوٹ تھا جسے وہ یہاں بیچ کر رہا ہے۔

اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوے کو وہ پہلے سے مشکل سمجھ رہا تھا یہی وجہ ہے کہ اس نے علماء کو ایک بیچ میں پھانسل دے خود لکھتا ہے :

"میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور ایک وحی الہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔"

(نصرۃ الحق ص ۵۳۔ رخ جلد ۲۱ ص ۶۸ در حاشیہ)

اس صورت حال سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد کے ذہن میں "براہین احمدیہ" کے شائع کرنے میں شروع سے وہ داؤ اور بیچ تھے جنہیں وہ وقت گزرنے پر آہستہ آہستہ کھولتا رہا اور امت مسلمہ اس کے تدریجی دعوؤں سے اس کے خلاف تدریجاً مخالف ہوتی گئی سو اس میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ براہین احمدیہ کی اشاعت کے وقت اس کا ذہن شروع سے امانت و دیانت کے خلاف مجتمع اور خیانت و خدع میں گھرا ہوا تھا۔

حقوق العباد کے اجڑے دیار میں انسانی حقوق کا تماشا

سب سے اہم شرائط جو لائق توفیہ ہیں وہ ہیں جن سے دو انسان ایک زندگی میں داخل ہوتے ہیں نکاح خاوند لور بیوی کا یہ وہ جوڑ ہے جس سے دونوں کا ایک گھر بنتا ہے۔ حضرت عقبہ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا:

احق ما او فیتم من الشروط ان تو فوابہ ما استحللتم به الفروج.

(صحیح بخاری ۲ ص ۷۷۷)

(ترجمہ) جو شرطیں تم پورا کرو ان میں سب سے زیادہ حق ان شروط کا ہے جن سے تم نے کسی عورت کو اپنے لئے حلال کیا۔

غلام احمد کی پہلی بیوی ان کی ماموں زاد بہن تھی اس کا نام حرمت بی بی تھا اور وہ مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کی ماں تھی یہ وہی فضل احمد ہے جس کا جنازہ غلام احمد نے نہ پڑھا تھا کیونکہ وہ اس پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ یہ ماں بیٹے مرزا صاحب کے محرم راز اس پر ایمان نہ لانے کے مجرم قرار دیئے گئے تھے۔

مرزا غلام احمد دعویٰ کر چکا تھا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی موعود ہے اور لوگ اعتراض کر رہے تھے کہ مہدی تو بنی فاطمہ میں سے ہوگا۔ یہ کیسا مہدی ہے جو مغلوں سے آگیا۔ مرزا نے بنی فاطمہ سے جوڑ پیدا کرنے کے لئے چاہا کہ اس کی دوسری شادی سادات میں ہو جائے اس سے کچھ نسبت تو بنی فاطمہ سے ہو ہی جائے گی۔ مرزا لکھتا ہے:

"مجھے بشارت دی گئی کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں سے ہوگی

اور اس میں سے اولاد ہوگی تا پیشگوئی حدیث یتزوج ویولد له پوری

ہو جائے یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے کہ مسیح موعود کو خاندان سادات

سے تعلق دامادی ہوگا۔"

(اربعین ۲ ص ۷۷۷ ر۔ خ جلد ۱ ص ۳۸۵)

مولانا محمد حسین مٹالوی کی نشاندہی پر مرزا غلام احمد نے میرنا صر نواب دہلوی کی بیٹی نصرت جہاں سے شادی کی اور ان کے شیخ الکل میاں نذیر حسین نے مرزا صاحب کا نکاح پڑھا۔ مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ شائع ہو چکی تھی مرزا غلام احمد کے کرتے پر جو آسانی چھینٹے دیکھے گئے اس کے بعد یہ نکاح وجود میں آیا۔ مرزا بشیر احمد نے یہ سب واقعات ۱۸۸۴ء کے بتلائے ہیں۔ (دیکھئے سیرت المہدی جلد ۲ ص ۱۵۱)

نصرت بیگم کے آنے پر حرمت ملی بی بی پر کیا گزری :

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے :

"حضرت صاحب نے انہیں (حرمت ملی بی بی کو) کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے اب دو باتیں ہیں یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو میں تم کو خرچ دیئے جاؤں گا انہوں نے (حرمت ملی بی بی) کہلا بھیجا کہ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی بس مجھے خرچ ملتا رہے میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔"

(سیرت المہدی جلد ۱ ص ۳۳ و ۳۴)

یہ حرمت ملی بی بی آپ کی ماموں زاد بہن تھی اس نے اب یہ خاموش زندگی اختیار کی اور بلا طلاق رہنا پسند کیا اس کے دو بیٹے تھے سلطان احمد اور فضل احمد۔ مرزا سلطان احمد اپنی والدہ کی ضروریات کا متکفل رہا۔ غلام احمد نے اسے کوئی باقاعدہ خرچہ دیا ہو اس کا قادیانی لٹریچر میں کہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

محمدی بیگم سے نکاح کی کوشش میں حرمت ملی بی بی کو طلاق :

پھر جب مرزا غلام احمد نے محمدی بیگم سے نکاح کی خواہش کی اور محمدی بیگم کے

والد مرزا احمد بیگ نے انکار کر دیا تو چونکہ حرمت ملی ملی انہی کے عزیزوں میں سے تھی (مرزا غلام احمد کی چچا زاد بہن کی بیٹی تھی) مرزا غلام احمد نے مرزا احمد بیگ کو دھمکی دی کہ یا بیٹی دے دو ورنہ حرمت ملی کو طلاق ہو جائے گی۔ یہ بڑھیا اس معرکہ میں کیا کر سکتی تھی یہ آپ ہی سوچیں اس بے بس عورت کو جو عرصہ سے معلقہ کی طرح زندگی گزار رہی تھی اسے مرزا صاحب نے اس حال میں بھی رہنے نہ دیا اور بالآخر طلاق دے دی۔ انسانی حقوق کے ساتھ یہ تماشہ شاید ہی کہیں آپ کی نظر سے گزرا ہو۔ کیا بیوی پر شرعاً ضروری ہے کہ وہ کسی دوسری عورت کو اپنے خاوند کے نکاح میں آنے پر مجبور کرے یا اس کے والد کو کہے کہ اپنی بیٹی کو میرے خاوند کے نکاح میں دو؟ اگر نہیں تو کیا خاوند کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی اس بے بس بیوی کو اپنے ان رشتہ داروں سے قطع تعلق پر مجبور کرے کیا اسلام ان سفلی حرکات کی اجازت دیتا ہے کیا کوئی شریف آدمی اپنی بیوی سے اس قسم کے کام لیتا ہے۔ کیا عورتیں مکلف ہیں کہ اپنے خاوند کو اس طرح اور لڑکیاں مہیا کریں۔ کوئی عالم دین اس بات کا فتویٰ نہ دے گا۔

پھر یہی نہیں کہ مرزا غلام احمد نے حرمت ملی کو اس پر طلاق دی اس نے اپنے بیٹے سلطان احمد کو بھی مجبور کیا کہ وہ اپنی والدہ کے ان رشتہ داروں سے قطع تعلق کرے سوال یہ ہے کہ کیا شرعاً اتنی بات پر اپنے بیٹے کو عاق اور محروم الارث کیا جاسکتا ہے؟

مرزا غلام احمد نے انہیں لکھا :

"اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہو گا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہ سکتا میں اس صورت میں تم کو عاق

کرتا ہوں۔" (سیرت المہدی جلد ۱ ص ۲۹)

کیا اس بات پر کہ ایک شخص کو مجبور کیا جائے کہ اپنی کمسن بیٹی کو ایک بچپن سال کے بوڑھے کے نکاح میں ضرور دے اور اس کے جو عزیز اسے مجبور نہ کر سکیں اور اس سے ملنا جلنا نہ کریں ان میں کسی کو عاق کیا جاسکتا ہے؟ مرزا سلطان احمد اور فضل احمد دونوں بالغ تھے شادی شدہ تھے اپنے باپ سے علیحدہ رہ رہے تھے انہیں اس بات پر عاق کرنا کہ وہ اپنے باپ کو یہ کمسن عجمی نہ دینے والے باپ سے قطع تعلق کیوں نہیں کرتے کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

"مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر مائی صاحبہ کے احسانات ہیں میں ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (یہ بھی محمدی تنگم کے خاندان میں سے تھی مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔" (سیرت المہدی ج ۱ ص ۲۹)

بڑھاپے میں ایک کمسن لڑکی کو اپنے نکاح میں لانے کے لئے اپنے بیٹے کے بے گھر کو اجازت اور لڑکی والوں پر ہر طرف سے دباؤ ڈالنا کیا یہ کردار کسی خدا سے ڈرنے والے کا ہو سکتا ہے؟ ناظرین خود اس پر غور فرمائیں۔

لڑکی کے والد کو زمین دینے کا لالچ دینا:

مرزا غلام احمد نے مرزا احمد بیگ کو لکھا:

"آپ کی دختر کو اپنی زمین اور تمام جائیداد اکا تہائی حصہ دوں گا اور بھی جو تم مانگو

گے تم کو دوں گا..... میں نے یہ خط اللہ کے حکم سے لکھا ہے اور جو وعدہ زمین اور جائیداد دینے کا اس میں کیا ہے وہ سب اللہ کی طرف سے ہے اور یہ خدا نے اپنے الہام سے مجھ سے کہلوایا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۴)

ناظرین اس عبارت پر غور فرمائیں اور اپنے دل سے ان سوالوں کا جواب لیں۔

(۱) وہ خدا جو مرزا غلام احمد سے اس لڑکی کی خاطر اتنی منتیں کرا رہا ہے اور لڑکی کے والد کو اپنے الہام سے تسلی دے رہا ہے کیا اس پر قادر نہ تھا کہ کُن کہہ کر لڑکی دینے کا ارادہ احمدیگ کے دل میں ڈال دے اور یہ نکاح ہو جائے انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔ (پ ۲۳ یٰسین) جب وہ کسی بات کا ارادہ کر لے تو کہتا ہے "ہو جا" اور وہ بات ہو جاتی ہے۔

(۲) محمدی بیگم اگر مرزا کے نکاح میں آجائے تو کیا وہ مرزا غلام احمد کی وفات پر اس کے وارثوں میں سے ہوگی یا نہ؟ اگر ہو تو بتلایئے کہ جائیداد کے تیسرے حصے کی کسی کے لئے وصیت کرنا کیا اس کی اجازت کسی وارث کو بھی شامل ہے کیا یہ وصیت کا تیسرا حصہ کسی وارث کو دیا جاسکتا ہے؟

(۳) حضرت ابوالامامہ الباہلی کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ کو خطبہ حجۃ الوداع میں سنا آپ نے فرمایا

ان الله تبارک و تعالیٰ قد اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث .

(جامع ترمذی ۲ ص ۳۳)

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق آیت میراث میں دے دیا ہے سوا کسی وارث کے حق میں کچھ اور نہیں دیا جاسکتا۔

اور اگر یہ تیسرا حصہ بطور وصیت نہیں بطور ہبہ دیا جا رہا ہے تو کیا کسی وارث کو کوئی حصہ دوسرے وارثوں کو اس طرح ہبہ کرنے کے بغیر دیا جاسکتا ہے مرزا اگر یہ تیسرا حصہ

محمدی بیگم کو دے رہا تھا تو کیا وہ ایسا ہی ایک تیسرا حصہ حرمت ملی ملی کو اور ایک نصرت جہاں بیگم کو بھی دے رہا تھا جائداد کے اگر تین حصے تینوں بیویوں کو دے دیئے تو بیویوں کے لئے جماعتی چندوں کے سوا اور کیا باقی رہ جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت نعمان بن بشیر کو ان کے والد لے کر آئے اور انہیں ایک غلام ہبہ کرنا چاہا۔ حضور نے آپ کے والد سے پوچھا کہ کیا تو نے اپنے سب بیٹوں کو اسی مقدار میں کچھ ہبہ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا پھر اسے بھی نہیں۔ یعنی شرعی حق سے زائد مال دے تو سب کو دے ایک کو نہیں دیا جاسکتا جو تیسرا حصہ وصیت کر سکتا ہے وہ بھی وارث کو نہیں کسی دوسرے کو۔

عن النعمان بن بشیر انه قال ان اباہ اتی بہ رسول اللہ ﷺ فقال انی نحلث ابنی ہذا غلاماً کان لی فقال رسول اللہ ﷺ اکل ولدك نحلثه مثل هذا فقال لا فقال رسول اللہ ﷺ فارجمہ . (صحیح مسلم ۲ ص ۳۶)

(ترجمہ) حضرت نعمان کہتے ہیں انہیں ان کے والد حضور کے پاس لے کر آئے اور کہا میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام ہبہ کر دیا ہے حضور نے پوچھا کہ کیا تو نے اپنے سب بیٹوں کو اتنا ہبہ کیا ہے والد صاحب نے کہا نہیں اس پر حضور نے فرمایا پھر اسے بھی واپس لے لو۔

نکاح نہ ہونے کی صورت میں اپنے آپ کو چوہڑا چھمار کہہ دینا :

مرزا غلام احمد کو جب معلوم ہوا کہ محمدی بیگم کا نکاح کسی اور جگہ ہونے والا ہے تو مرزا نے مرزا علی شیر بیگ کو جو مرزا احمد بیگ کا بہنوئی تھا۔ اور مرزا فضل احمد کا خسر تھا (اس کی بیٹی عزت ملی ملی مرزا غلام احمد کی بہو تھی) ۴ مئی ۱۸۹۱ء کو یہ خط لکھا :-

"میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم

سمجھتا ہوں..... میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو

اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے..... اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت

مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا تھا کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار اور ننگ تھی۔ اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں میں نے خط لکھے کہ پرانارشتہ مت توڑو (۱) خدا تعالیٰ سے خوف کرو کسی نے جواب نہ دیا بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت ملی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے بیشک وہ طلاق دے دیوے ہم راضی ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے یہ شخص کیس مرتا بھی نہیں..... یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچی ہیں بیشک میں ناچیز ہوں ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے میں نے ان کی خدمت میں لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے رد کر دیں میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا..... اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کر دو گے اور یہ ارادہ اس کا (محمدی بیگم کے دوسری جگہ نکاح کا) بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں..... آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔"

دیکھئے اس لئے ایک کمسن لڑکی ایک بوزھے کے نکاح میں کیوں نہیں آتی کتنے پاپڑ

(۱) مرزا نے تو خود ان کی بہن حرمت ملی کو اپنے سے فارغ کر کے بچے کی ماں بنارکھا تھا اب بچے کے خسر کی یہ

ہیلے جارہے ہیں اور کتنے گھر برباد کئے جارہے ہیں اپنی بیوی حرمت ملی فی کو طلاق دی جارہی ہے۔ بہو (عزت ملی فی) کو طلاق دلوائی جارہی ہے فضل احمد کو محروم الارث ہونے کی دھمکی دی جارہی ہے اور محمدی بیگم سے نکاح ہونے کا پھر بھی یقین کامل ہے مرزا صاحب نے پھر اگست ۱۹۰۱ء کو یہ حلفیہ بیان دیا جو ان کے اخبار الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔

"عورت (محمدی بیگم) اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ ضرور آئے گا یہ خدا کی باتیں ہیں ملتی نہیں ہو کر رہیں گی۔"

(عدالت گوردا سپور میں مرزا صاحب کا حلفیہ بیان الحکم ص ۱۴ کالم ۳)

مذہبی دنیا میں انسانی حقوق کا ایسا کریسہ ڈرامہ شاید ہی کسی نے دیکھا ہو اور خدا کے نام پر ایسے صریح اور قطعی لفظوں میں شاید ہی کوئی جھوٹ باندھا گیا ہو محمدی بیگم مرزا کی وفات کے بعد ۵۸ سال تک دنیا میں زندہ رہی اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی اور اسے اور اس کے خاندان کو ذلیل و رسوا ہونے کی دھمکیاں دینے والے قانون کی نگاہ میں سرعام غیر مسلم ٹھہرائے گئے نصرت بیگم کی اولاد غیر مسلم ہو گئی اور محمدی بیگم کی اولاد مسلمانوں کی صف میں رہی یہ لوگ ایک اسلامی سلطنت کے آزاد شہری ٹھہرے اور نصرت جہاں بیگم کا پوتا مرزا طاہر مسلمانوں کی غلامی ہے بھاگ کر لندن میں انگریزوں کے ہاں پناہ گزیں ہوا۔ یہ وہ بد نصیب ہیں جو ہمیشہ غیر اسلامی سلطنتوں کے سایہ میں رہیں گے اور آزادی کا سانس انہیں کبھی نصیب نہ ہوا اللہ تعالیٰ پاکستان کی آزادی کو قائم اور دائم رکھے یہ وہ تھنہ اور انعام الہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے مرزا غلام احمد کی مسیحیت کے منکرین کو ۱۹۴۷ء میں بخشا۔

ایک اور پیشگوئی ملاحظہ کرتے چلیں :

جب کسی کو پیشگویوں کی عادت پڑ جائے تو وہ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا مرزا غلام احمد کو جب کبھی اطلاع ملتی کہ فلاں شخص کے ہاں امید ہو گئی ہے تو جھٹ ایک

آدھ پیشگوئی اگل دیتے اور پھر ایسے پہلودار لفظ بولتے کہ سننے والے وادی حیرت کو ٹٹواتے
قادیان میں ایک پیر جی تھے ان کے گھر امید ہوئی تو مرزا صاحب نے ۱۹ فروری ۱۹۰۶ء
ایک رویا دیکھا اور کہا:

"دیکھا ہے کہ منظور محمد کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہیں کہ اس
لڑکے کا نام کیا رکھا جائے یہاں تک تو خواب تھا اب ساتھ ہی الہام ہوا کہ نام بشیر الدولہ
رکھا جائے اب مرزا صاحب قیاس کی طرف لوٹے اور کہا اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ وہ
لڑکا خود اقبال مند اور صاحب دولت ہو گا لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب اور کس وقت یہ لڑکا
پیدا ہو گا۔" (بدر جلد ۲ نمبر ۸ مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۰۶ء تذکرہ ص ۵۹۱)

پھر سات جون ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا اس لڑکے کے دو نام ہوں گے (۱)۔ بشیر
الدولہ (۲)۔ عالم کباب (تذکرہ ۶۱۵)۔ یہ ہر دو نام بذریعہ الہام الہی معلوم ہوئے پھر
الہام ہوا کہ اس کے دو نام نہیں بلکہ چار ہوں گے ایک شادی خان اور دوسرا کلمۃ اللہ خان۔
(تذکرہ ص ۶۱۶)۔ پھر گیارہ دن بعد الہام ہوا کہ اس لڑکے کے نام چار نہیں نو ہوں
گے (تذکرہ ص ۶۲۰)

مگر جب پیر جی منظور صاحب کے ہاں ۷ جولائی ۱۹۰۶ء کو لڑکی پیدا ہوئی تو
مرزا صاحب چودہ دن گھر سے نہ نکل سکے اور گھر بیٹھے کباب کھاتے رہے کہ عالم کباب
کیوں نہیں آیا یہ کون آگئی ہے پہلے دو ناموں والا آرہا تھا، پھر چار ناموں والا، پھر نو
ناموں والا کل کتنے نام ہوئے (۱۵)۔ معلوم نہیں اتنے ناموں والا بشیر الدولہ کیسے ہو گیا
اسے تو بشیر الاسماء ہونا چاہیے تھا بہر حال حاصل اینکه مرزا صاحب اپنی اس پیشگوئی میں
بھی چوک گئے اور اب انہیں اپنے مرنے کی فکر ہو گئی۔ مرزا صاحب مایوس نہ ہوئے کہا
کبھی تو بشیر الدولہ آئے گا کیا منظور کی بیوی زندہ نہیں اور کیا وہ پھر کبھی حاملہ نہ ہوگی۔ کچھ تو
خدا سے ڈرو ————— محمدی بیگم کے ہاں اس کے بعد بھی کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔

ایک یہ پیشگوئی بھی ملاحظہ فرمائیں :

مرزا غلام احمد نے ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء یوحی خداوندی اعلان کیا۔

"ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔" (تذکرہ ص ۵۸۴)

مکہ جانان کے نصیب میں نہ تھا مجبوراً اس الہام کی یہ تاویل کی :

اس کے معنی یہ ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی جیسا کہ وہاں دشمن کو قمر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی دشمن قمری نشانوں سے مغلوب کیے جائیں گے دوسرے یہ معنی ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔

مرزا کے دشمن کب مغلوب ہوئے مرزا ۱۹۰۸ء کو مر گیا اور مولانا ثناء اللہ امرتسری چالیس سال امرتسر میں نہایت عزت سے زندہ رہے ڈاکٹر عبدالحکیم آف پٹیالہ گیارہ سال مزید زندہ رہے ۱۹۱۹ء میں فوت ہوئے۔ محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد سالہا سال ۳۰ سال تک مرزا صاحب کی آسمانی منکوحہ کو ساتھ لئے پھرتا رہا۔ مولانا رشید احمد گنگوہی بھی مرزا کی بد دعا کے بعد کئی سال حیات رہے اور ایک دنیا آپ کے علوم و فیوض سے سیراب ہوتی رہی۔

مرزا صاحب کی ایک اور پیشگوئی ملاحظہ ہو :

"واذا العشار عطلت پوری ہوئی اور پیشگوئی حدیث ولترکن القلاص

فلا یسعی علیہا نے اپنی پوری چمک دکھلائی مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل طیار ہو رہی ہے۔ یہی اس پیشگوئی کا ظہور ہے جو قرآن و حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی۔ جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔"

(ضمیمہ نزول مسیح ص ۲ ر۔ خ جلد ۱۹ ص ۱۰۸)

دنیا گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی موت کو نوے سال ہو رہے ہیں اور اب تک مدینہ اور مکہ میں ریل نہیں چلی اور مسیح موعود کا یہ نشان ظہور میں نہیں آیا مرزا کی پیشگوئی کے مطابق ۱۹۰۵ء میں یہ ریل چل جانی چاہئے تھی۔
(دیکھو تحفہ گولڑویہ ص ۶۴ روحانی خزائن جلد ۱ ص ۱۹۵)

(۳) مرزا غلام احمد کے کھلے جھوٹ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد آنے والے جن مدعیان نبوت کی خبر دی ان کے بارے میں فرمایا وہ کذاب اور دجال ہوں گے جن مسائل میں قرآن وحدیث کی تحسین آئی ہیں ان میں ان کا کردار دجل و فریب کار ہا اور ان کے علاوہ جو مباحث سامنے آئے ان میں اس کے کھلے جھوٹ سامنے آئے حضور کی اس پیشگوئی کے مطابق مرزا غلام احمد بھی اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوے میں بے شک دجال ہے۔ لیکن ہم یہاں وہ باتیں علیحدہ پیش کریں گے جن میں وہ کذاب ہے اور کھلے جھوٹ کا مرتکب ہے :

جھوٹ نمبر ۱ : "تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ مدینہ اور قادیان یہ کشف تھا۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ ص ۷۷ روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۴۰)

یہاں یہ نہیں کہا کہ مذکور ہے بلکہ کہا درج ہے۔ مذکور ہونا کسی معنوی پیرائے میں بھی ہو سکتا ہے درج ہونا خاص لکھے جانے کے معنی میں ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ نبی کا کشف بھی ایک حقیقت ہے۔ مرزا غلام احمد جس طرح اپنی نبوت کو حضور کی بعثت کا ایک دوسرا ظہور کہتا رہا وہ اپنی وحی (جو تذکرہ کے نام سے ان کے ہاں تلاوت کی جاتی ہے) کو بھی قرآن کا تتمہ سمجھتا ہے تذکرہ میں پیشک یہ لفظ موجود ہے۔

مرزا کے دعوے سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمانوں کی طرح صرف ایک قرآن کا

قابل نہیں وہ تذکرے کو دوسرا قرآن سمجھتا ہے اور اسے اس قرآن کا تتمہ خیال کرتا ہے
تجہی تو اس نے یہ بات کھل کر کہی ہے کہ قادیان کا نام قرآن مجید میں ہے۔ آگے چلے مرزا
صاحب قرآن کریم پر ایک دوسرا جھوٹ باندھتے ہیں۔

جھوٹ نمبر 2: "سورۃ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد امت
کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر پوری اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی
طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ اور اسی
بناء پر خدا نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا۔"

(براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۸۹ ر۔ خ جلد ۲۱ ص ۳۶۱)

یہ بات سورۃ تحریم میں صریح طور پر ہے۔ قرآن کریم پر یہ اک صریح جھوٹ

ہے۔

پھر قرآن پاک پر یہ جھوٹ بھی باندھا۔

وقد قيل منكم يا تين امامكم

وذلك في القرآن نبا مكرور

(ضمیمہ نزول مسیح ص ۱۸۸)

(ترجمہ) روایت میں یہ چیز آگئی تھی کہ تمہارا امام تم میں سے ہو گا اور یہ خبر قرآن میں
دو دفعہ دی گئی ہے حدیث میں تو ہے کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم واما مکم
منکم لیکن یہ قرآن میں کہیں نہیں۔ قرآن کریم پر یہ الزام ایک کھلا جھوٹ ہے۔

آگے قرآن وحدیث پر ایک اور جھوٹ بولا گیا دیکھیں۔

جھوٹ نمبر 3: لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی پیشگوئیاں پوری
ہوتیں جس میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہو گا تو

(۱) اسلامی علماء کے ہاتھ سے دیکھ اٹھائے گا۔

(۲) وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔

(۳) اور اس کے قتل کے فتوے دیتے جائیں گے۔

(۴) اور اس کی سخت توہین ہوگی۔

(۵) اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔

سوان دنوں میں وہ پیش گوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔

(اربعین حصہ ۳ ص ۱۷۱ ر۔ خ جلد ۷۱ ص ۴۶۲)

یہ بات نہ قرآن کریم میں ہے نہ احادیث میں مرزا غلام احمد نے یہاں نئی ٹھٹھ کر جھوٹ بولا ہے۔ مسیح موعود کی یہ صفات کہیں کسی روایت میں موجود نہ ملیں گی۔

جھوٹ نمبر 4: مرزا جی نے ہندوستان کے کرشن کنہیا کو نبی ثابت کرنے کے لئے یہ حدیث گھڑی کہ آنحضرت نے یہ فرمایا:

كان في الهند نبياً اسود اللون اسمه كاھنا

ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا اس کا نام کاھنا تھا یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔ (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۰ روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۳۸۲) یہ حدیث کہیں ان الفاظ سے پائی نہیں گئی۔

(5) قرآن کریم پر ایک اور جھوٹ:

”اس آخری زمانے کی نسبت خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ خبریں بھی دی تھیں کہ کتابیں اور رسالے بہت سے دنیا میں شائع ہو جائیں گے اور قوموں کی باہمی ملاقات کے لئے راہیں کھل جائیں گی اور دریاؤں میں بحر ت نریں نکلیں گی اور بہت سی نئی کانیں پیدا ہو جائیں گی اور لوگوں میں مذہبی امور میں بہت سے تنازعات پیدا ہوں گے اور ایک قوم دوسری قوم پر حملہ کرے گی اور اسی اثنا میں آسمان سے ایک صور پھونکی جائیگی۔ یعنی خدا تعالیٰ مسیح موعود کو بھیج کر اشاعت دین کے لئے ایک نئی فرمائے گا تب دین اسلام کی

طرف ہر ایک ملک میں سعید الفطرت لوگوں کو ایک رغبت پیدا ہو جائے گی اور جس حد تک خدا کا ارادہ ہے تمام زمین کے سعید لوگوں کو اسلام پر جمع کرے گا تب آخر ہو گا سو یہ تمام باتیں ظہور میں آگئیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۸ ر۔خ جلد ۲۱ ص ۳۵۹) یہاں قرآن کے حوالے سے یہ باتیں کہی گئی ہیں۔

(۱): آسمان سے صور پھونکا جانا اور مسیح موعود کا زمانہ ایک ہی ہے اس پر دنیا کا آخر ہو گا اس عبارت میں الفاظ "تب آخر ہو گا" قابل غور ہیں اگلے الفاظ بھی غور سے سمجھیں کہ "یہ سب باتیں ظہور میں آگئیں" اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کی صدی آخری صدی ہے اور اس پر دنیا کا آخر ہے اور وہ وقت آن پہنچا ہے جب قیامت قائم ہوگی۔

(۲): مسیح موعود کے دور میں تمام سعید الفطرت لوگ اسلام پر جمع ہو جائیں گے مسیح موعود کے باعث پوری دنیا میں ہدایت پھیل جائے گی اور لوگ اسلام پر جمع ہو جائیں گے۔ قرآن کریم میں یہ کہیں نہیں دیا گیا کہ دریاؤں سے نمریں نکلیں گیں اور چودھویں صدی آخری صدی ہوگی اور اس پر دنیا کا آخر ہو گا اور اس میں تمام سعید الفطرت لوگ اسلام پر جمع ہو جائیں گے۔ مرزا صاحب نے یہ قرآن پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر 6: اب آئیے آگے چلیں مرزا صاحب آگے احادیث کے نام سے یہ جھوٹ بولتے ہیں۔

"ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہو گا سو یہ تمام علامات بھی اس زمانے میں پوری ہو گئیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹۹ ر۔خ جلد ۲۱ ص ۳۵۹)

کسی حدیث میں چودھویں صدی کا ذکر نہیں نہ یہ کہ یہ صدی آخری ہوگی مرزا غلام احمد نے اپنے کو مسیح موعود منوانے کی خاطر حدیث کے نام پر یہ جھوٹ بولا ہے حدیث صحیح کیا کسی حدیث ضعیف میں بھی چودھویں صدی کا ذکر نہیں۔ یہ بات بھی مرزا

غلام احمد کا آنحضرتؐ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ آنحضرتؐ بنے مہدی کے ظہور کے لئے چودھویں صدی ہی قرار دی تھی۔ (دیکھو تحفہ گولڑیہ ص ۳۴ ر۔ خ جلد ۱ ص ۱۴۳) **جھوٹ نمبر 7:** مرزا غلام احمد کا ایک اور جھوٹ ملاحظہ فرمائیں یہ کسی ایک نبی کے حوالے سے نہیں سب انبیاء گذشتہ کے نام سے یہ بات کہی گئی ہے۔

"انبیاء (۱) گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگادی کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہو گا اور نیز کہ یہ پنجاب میں ہو گا۔"

(اربعین ۲ ص ۲۳ ر۔ خ جلد ۱ ص ۱۷۱)

انبیاء کرام کیا کسی ایک نبی سے بھی ثابت نہیں کہ اس نے کبھی لفظ پنجاب اپنی زبان سے ادا کیا ہو غلام احمد نے یہ انبیاء کرام پر جھوٹ باندھا ہے نہ کسی نبی نے چودھویں صدی کو آخری صدی کہا نہ کسی نے کبھی لفظ پنجاب بولا۔ قادیانیوں کو جب احساس ہوا کہ یہ صریح جھوٹ ہے تو انہوں نے اگلے ایڈیشنوں میں لفظ انبیاء کو اولیاء سے بدل دیا لیکن انہیں اگلے الفاظ بدلنے یاد نہ رہے وہ الفاظ کیا تھے :

"اس بات پر قطعی مہر لگادی"

(۱) کسی بات پر قطعی مہر انبیاء سے لگتی ہے اولیاء سے نہیں انبیاء پر خدا کی حفاظت کا سایہ ہوتا ہے گناہ ان کی طرف راہ نہیں پاتا۔ اولیاء کی بات شرعی حجت نہیں ہوتی نہ ان کا الہام دوسروں کے لئے شرعی حجت بنتا ہے یہاں صرف لفظ مہر نہیں قطعی مہر کے الفاظ ہیں۔ اخبار میں مہر تصدیق صرف پیغمبروں کے ہاتھ میں دی گئی ہے۔

(۲) اولیاء کی بات مرزا غلام احمد پہلے نقل کر آیا ہے وہ اس آنے والے کی خبر نہ دے

نوٹ: دوسرے ایڈیشن میں انبیاء کا لفظ "اولیاء" سے بدل کر خیانت کی اب روحانی خزائن جو قادیانی کتب کا مجموعہ شائع کیا ہے اس میں سے دوسرے ایڈیشن کے حاشیہ کی عبارت بھی حذف کر دی۔ یہ خیانت در خیانت نہیں تو اور کیا ہے۔ (از چینیٹی)

رہے تھے اس کا انتظار کر رہے تھے ولی انتظار کرتے ہیں اور نبی تصدیق کرتے ہیں وہ پہلی عبارت یہ ہے:

"اس صدی میں جس پر امت کے لولیاء کی نظریں لگی ہوئی تھیں اس میں بقول ہمارے ایک چھوٹا سا مجدد بھی پیدا نہ ہوا اور محض ایک دجال پیدا ہوا"۔ (اربعین ص ۷۰-۳)
 سو عبارت کا اصل لفظ انبیاء ہے لولیاء نہیں اور یہ بات مرزا صاحب کا صریح جھوٹ ہے کہ انبیاء گذشتہ نے اس پر مہر تصدیق لگائی کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں آئے گا اور نیز یہ کہ پنجاب میں آئے گا۔ **سب حانک ہذا بہتان عظیم**

مرزا غلام احمد کی سفہیات

یوں تو غلام احمد بہت ہوشیار اور چالاک تھا منصوبے پہلے سے اس کے ذہن میں ہو جتے تھے اور وہ ان کے لئے مناسب وقت کا منتظر رہتا تھا اور اس کی کسی بات کتنی صریح غلط کیوں نہ نکلے اس کے پاس اس میں تاویلات کی کمی نہ ہوتی تھی براہین احمدیہ اس کی پہلی کتاب ہے جو اس نے دوسرے علماء سے مدد لے کر تالیف کی تاہم اس نے اس میں اپنے آئندہ دعویٰ کی زمین ہموار کر لی تھی اور بڑے بڑے علماء اس کے بیچ میں آگئے تھے لیکن روزمرہ کے امور میں اس سے سفہیات بھی بہت ظاہر ہوتی رہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ دینی امور میں وہ کوئی روشن دماغ اور اچھی درایت اور سمجھ والا آدمی نہ تھا عام دیکھنے والا ہمیشہ اس کی آنکھوں میں شراب کا نشہ محسوس کرتا تھا۔

جو لوگ واقعی مامور من اللہ ہوتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اچھا ذہن اور اچھی درایت عطا فرماتے ہیں اور وہ لوگ اپنے مریدوں کے سوا دوسرے لوگوں میں بھی اچھے سمجھدار اور باعزت سمجھے جاتے ہیں مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

"مسیحیت یا نبوت وغیرہ کا دعویٰ کرنے والا اگر درحقیقت سچا ہے تو یہ امر ضروری ہے کہ اس کا فہم اور درایت اور لوگوں سے بڑھ کر ہو"۔ (ہیثم النبوة ضمیمہ نمبر ۳)

اب اس کے برعکس غلام احمد کی چندہ سفھیات (بے وقوفیاں) ملاحظہ فرمائیں جن کو پڑھ کر ہر سلیم الفطرت اس کی عقل اور شعور پر حیران رہ جاتا ہے۔
سر درد کے لئے مرغا ذبح کر کے سر پر باندھنا:

"ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت غار ہوا جس کا دماغ پر بھی اثر تھا اس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا مرزا نظام الدین کے عزیزوں نے حضرت کو اطلاع دی اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا۔ علاج یہ تھا کہ آپ نے مرغا ذبح کر کر سر پر باندھا۔" (سیرت المہدی ج ۳ ص ۷۷)
 مرغا پیٹ چاک کر کے باندھا یا اس طرح پروں سمیت باندھا اس کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔

کیا مرغا خود ذبح نہ کر سکتے تھے:

مرغا اس لئے کسی سے ذبح کر لیا کہ خود اس جرأت سے خالی تھے ایک دفعہ چار دنا چار چوڑہ ذبح کیا اور اپنی انگلی کاٹ لی۔

"حضرت اقدس مسیح موعود عصر کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں تشریف لائے بائیں ہاتھ کی انگلی پر پٹی باندھی ہوئی تھی اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پوچھا کہ حضور نے یہ پٹی کیسے باندھی ہے تب حضرت اقدس نے ہنس کر فرمایا ایک چوڑہ ذبح کرنا تھا ہماری انگلی پر چھری بھر گئی۔" (سیرت المہدی جلد ۳ ص ۶۱)

جو لوگ اعتقاداً جہاد کو حرام سمجھتے ہیں پھر ان سے چوڑہ بھی ذبح نہیں ہو پاتا پس اپنی ہی انگلیاں کاٹتے ہیں۔ وہ اس صف کے لوگ ہیں جس میں زلیخا کے زمانہ کی عام عورتیں تھیں۔

دوا کی بجائے بیٹی کو تیل کی شیشی پلا دینا :

"حضرت مسیح موعود کی اولاد میں آپ کی لڑکی عصمت ہی صرف ایسی تھی جو قادیان سے باہر پیدا ہوئی۔ اور باہر ہی فوت ہوئی اسے ہیضہ ہوا تھا اس لڑکی کو شرمٹ پینے کی عادت پڑ گئی تھی یعنی وہ شرمٹ کو پسند کرتی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے لئے شرمٹ کی بو تل ہمیشہ پاس رکھا کرتے تھے رات کو وہ اٹھا کر کہتی با شرمٹ پینا ہے آپ فوراً اٹھ کر شرمٹ بنا کر اسے پلا دیا کرتے تھے ایک دفعہ لدھیانہ میں اس نے اسی طرح رات کو اٹھ کر شرمٹ مانگا حضرت صاحب نے اسے شرمٹ کی جگہ غلطی سے چینیلی کا تیل پلا دیا جس کی بو تل اتفاقاً شرمٹ کی بو تل کے پاس ہی پڑی تھی۔"

(سیرت المہدی جلد ۳ ص ۲۵۹)

مرزا غلام احمد کے تضادات

جب حرمت ملی بی بی بوڑھی ہو گئی اور مرزا صاحب نے نصرت جہاں بیگم سے نکاح کرنا چاہا تو مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث کا حوالہ دیا **يَتَزَوَّجُ وَيُوَلِّدُكُلَهُ** کہ مسیح آئے گا تو نکاح بھی کرے گا اور اس کی اولاد بھی ہوگی پہلا نکاح دعویٰ مسیحیت سے پہلے کا ہے وہ اس حدیث کا مصداق نہیں اور اب نصرت بیگم سے جو نکاح ہو گا اس کی اس حدیث میں خبر دی گئی ہے۔

"مجھے بھارت دی گئی کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں ہوگی اور اس میں سے اولاد ہوگی تا پیشگوئی حدیث **يَتَزَوَّجُ وَيُوَلِّدُكُلَهُ** پوری ہو جائے اور یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے کہ مسیح موعود کو خاندان سادات سے تعلق دامادی ہوگا کیونکہ مسیح موعود کا تعلق جس سے وعدہ یولدہ کے موافق صالح اور طیب اولاد پیدا ہو اعلیٰ اور طیب خاندان سے چاہیے۔" (اربعین نمبر ۳۶ روحانی خزائن ج ۱ ص ۳۸۵)

مگر جب مرزا صاحب نے محمدی دہم سے نکاح کرنا چاہا تو پھر انہیں یہی حدیث یاد آگئی اور آپ نے اسی حدیث کا حوالہ دیا **يَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ** ، غلام احمد نے لکھا "اس پیشگوئی (محمدی دہم سے نکاح) کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے **يَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ** یعنی وہ مسیح موعود نبی کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہوگا۔"

(ضمیمہ انجام آقہم ۵۳ حاشیہ ر۔ خ ج ۷ ص ۷۷۷)

اگر مرزا غلام احمد کے عقیدہ کے مطابق حضور کی یہ پیشگوئی نصرت دہم کے نکاح سے پوری ہو چکی تھی اور اس سے مرزا کی اولاد بھی ہو چکی تھی تو پھر محمدی دہم کو اس حدیث **يَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ** کا مصداق ٹھہرانا کیا یہ اپنے آپ سے ٹکراؤ نہیں تاریخ بنی آدم میں مخالفوں سے ٹکراتا تو چلا آتا ہے لیکن یہ اپنے آپ سے ٹکراتا صرف اس شخص کے بارے میں صحیح ہو سکتا ہے جو مخلوط الحواس ہو یا اسے نصرت کی اولاد کے بارے میں اپنی اولاد ہونے کا یقین نہ ہو۔ معلوم نہیں قادیانی اس میں کونسی شق کو تسلیم کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے بارے میں یہ بتایا ہے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے نہ ہو تا تو اس میں بہت سی باتوں کا آپس میں ٹکراؤ ہوتا۔

لَوْ جَدَّوْا لِهٖ اَخْتِلَافًا كَثِيرًا (پ ۵ النساء ۸۲)

حدیث میں **يُولَدُ لَهُ** کے الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ مسیح موعود کی پہلی اولاد ہو گی ورنہ ہر تزوج پر عام طور پر **تولد** ہو ہی جاتا ہے پھر اسے خصوصی طور پر بیان کرنے کے کیا معنی؟

(۲) غلام احمد نے اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی سے ترک تعلق کیوں کر رکھا تھا؟ مرزا بشیر احمد کامیان ہے کہ والدہ سلطان احمد اپنے بے دین اقرباء کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی جب مرزا غلام احمد نے اسے نکال دیا تو وہ اپنے بھائی مرزا علی شیر بیگ کے ہاں جا بیٹھی

ظاہر ہے کہ بھائی بھی ایسا ہی بے دین ہو گا جیسی بہن تھی مرزا امیر احمد لکھتا ہے :

"مرزا نظام الدین و مرزا امام دین وغیرہ پر لے درجے کے بے دین اور دہریہ طبع لوگ تھے اور مرزا احمد بیگ مذکور ان کے زیر اثر تھا اور انہیں کے رنگ میں رنگین رہتا۔" (سیرۃ المہدی حصہ ۱ ص ۱۱۴)

"یہ لوگ سخت دنیا دار اور بے دین تھے" (ایضاً ص ۳۱)۔

"حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور اس (حرمت) ملی ملی کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔" (ایضاً ص ۳۳)

اب ظاہر ہے کہ یہ بے دین لوگ ہر گز مرزا صاحب کے مزاج کے نہ ہوں گے ان میں مرزا احمد بیگ (جس کے نکاح میں مرزا غلام احمد کی چچا زاد بہن تھی) اور مرزا علی شیر بیگ (جس کے نکاح میں مرزا احمد بیگ کی بہن تھی) سرفہرست تھے مرزا کی بیوی حرمت ملی ملی اسی علی شیر بیگ کی بہن تھی۔

اب جب مرزا صاحب کو محمدی حکم کی طلب ہوئی تو یہ حضرات مرزا صاحب کی نظر میں یکا یک نیک ہو گئے مرزا صاحب 'مرزا احمد بیگ کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل نکلی صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ کس طریق اور کن لفظوں میں ان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔

(خط ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ)

اس سے دو سال پہلے ۱۵ جولائی ۱۸۸۸ء کے خط میں مرزا صاحب مرزا احمد بیگ کو بدعتی، بے دین، مستوجب قہر خدا قرار دے چکے تھے مگر اب دیکھئے ایک لڑکی کے

لاج میں آپ مرزا احمد بیگ کے حضور کس خوشامدی زبان پر آگئے۔

مرزا صاحب نے جو خط مرزا علی شیر بیگ کو لکھا جس کے ہاں مرزا صاحب کی بیوی حرمت علی بی فروکش تھی اسے بھی ملاحظہ فرمائیں یہ سب خوشامد صرف اس لئے کی گئی کہ کسی طرح مرزا علی شیر بیگ اپنے بہو کی مرزا احمد بیگ کو محمدی تنگم کے مرزا صاحب سے نکاح کرنے پر مجبور کرے اور اس کی بیوی اپنے بھائی احمد بیگ سے اس نکاح کے لئے لڑ پڑے۔ بہر حال مرزا صاحب کا مرزا علی شیر بیگ کے حق میں یہ خوش آمدانہ لہجہ ملاحظہ ہو۔

مشفق مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور ایک نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عاریا ننگ تھی بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ (خط مرزا غلام احمد از لدھیانہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء)

مرزا غلام احمد نے یہاں یہ تسلیم کیا ہے کہ آپ کے یہ سب مخالفین اسلام پر قائم ہیں اور مرزا کے کسی آسمانی دعوے کا انکار کر کے وہ اسلام سے نکل نہیں گئے۔

کیا مرزا غلام احمد اپنے ان قریبی رشتہ داروں کے بارے میں کھلے تضاد کا مرتکب نہیں؟

غلام احمد نے ایک نوکر سے قرآن پڑھا:

(۳) "عین کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی

کتابیں مجھے پڑھائیں اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا۔

(کتاب البریہ ص ۱۶۲ رخ جلد ۱۳ ص ۱۸۰)

اپنے اس بیان کے غلط ہونے پر حلف اٹھانا :

"سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔"

(ایام الصلح ص ۱۴۷ رخ جلد ۱۳ ص ۳۹۴)

(۴) باخدا لوگ زن مرید نہیں ہوتے :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطاع الرجل امراته کو علامات قیامت میں ذکر کیا ہے کہ گھر میں بیوی کی چلے اور ماں کی نہ چلے خود مرزا غلام احمد بھی لکھتا ہے :

"خدا کا یہ منشاء نہیں کہ بالکل زن مرید ہو کر نفس پرست ہی ہو جاؤ۔"

(مکتوبات احمدیہ باقتاریہ حضرت مسیح موعود ص ۴۰۳)

مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے اپنی کتاب سیرت مسیح موعود میں لکھا ہے انہیں عورتوں سے بہ تو اترا خبر پہنچی کہ حضرت صاحب زن مرید تھے۔

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے :

"اندرون خانہ کی خدمت گار عورتوں کو میں نے بارہا تعجب سے کہتے سنا ہے کہ

مرجا بیوی دی گل بیوی من دا اے" (مرزا اپنی بیوی کی بات بہت مانتا ہے)

(سیرت المہدی جلد اول ص ۲۷۶)

اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ گھر کی خدمت گزار عورتوں میں (جیسے عائشہ، زینب اور مائی فوجو منشیانی وغیرہ) مرزا غلام احمد کی کوئی خاص عزت نہ تھی وہ اسے عام مرجا یا مرزا کہہ کر ذکر کرتیں کبھی کوئی تعظیمی کلمہ ساتھ نہ ہوتا تھا۔

بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد دہلوی کی بات بہت مانتا تھا مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ اور بھی کرنا چاہتا تھا اس تضارض اور تضاد کو اٹھانے کی ایک صورت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد زن مرید تو بیعت تھا لیکن ضروری نہیں کہ اسے خود بھی اپنے زن مرید ہونے کا پتہ ہو شراب پینے والوں کے ہوش اکثر اڑے رہتے ہیں۔

(۵) مرزا غلام احمد کی فحش پسندی کے چند نمونے

جس طرح صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے بڑے فخر و اعزاز سے کہتے تھے کہ آپ کا مزاج ہر گز فحش پسندانہ نہ تھا۔

لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا هذا حدیث حسن صحیح ماکان الفحش فی شی الا شانه (جامع ترمذی جلد ۲ ص ۱۹)

مرزا غلام احمد باوجود اس دعویٰ کہ میں نے حضور کی پیروی سے یہ نئی قسم کی نبوت حاصل کی ہے اور حضورؐ یقیناً فحش پسند نہ تھے مگر وہ (مرزا) فحش پسند تھا اللہ تعالیٰ سب جانوں کا پالنے والا ہے کافروں کا پر میسر بھی وہی ایک ہے مگر مرزا غلام احمد کہتا ہے۔

آریوں کا پر میسر مناف سے دس انگل کے فاصلے پر ہے۔ (دیکھنے والے سمجھ لیں)۔ (چشمہ معرفت ص ۱۱۳ ر۔ خ جلد ۲۳ ص ۱۲۱)

پھر مرزا صاحب ہند دلالہ جی کے بارے میں لکھتے ہیں :

لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں

ان کی لالی نے عقل ماری ہے

گھر میں لاتے ہیں اسکے یاروں کو

ایسی جو رو کی پاسداری ہے

اسکے یاروں کو دیکھنے کے لئے

سر بازار ان کی باری ہے

ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جو رو کی حق گذاری ہے

(آریہ دھرم رنخ جلد ۱۰ ص ۷۶)

ہندو وید پر جرح اپنی جگہ لیکن کسی شریف آدمی کو بے حیائی کے یہ چٹکارے بھی
زیبا نہیں کیا یہ زبان اور یہ انداز کسی آسمانی رہنما کا ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو اس کا قل کے
جس کا پاؤں جہاں پڑتا وہاں بھی کبھی بے حیائی کا چھینٹا نہ گرتا تھا۔

ایک ہندو عورت رام دئی کو جو ساری رات پنڈت سے منہ کالا کراتی رہی لالہ
کس طرح تسلی دیتا ہے اسے غلام احمد کے الفاظ میں پڑھیں۔

لالہ دیوٹ بولے اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے
نیوگ کے لئے بلالوں گا عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکا تو
پھر کیا کرے گا لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں اس کو بلا
لاؤں گا پھر اگر ضرورت پڑی تو جیل سنگھ، لہنا سنگھ، بوڑ سنگھ، جیون سنگھ، صوباسنگھ،
خزان سنگھ، ارجن سنگھ، رام سنگھ، کشن سنگھ، دیال سنگھ سب اسی محلہ میں رہتے ہیں اور
زور اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میرے کہنے پر یہ سب حاضر ہو سکتے ہیں۔

(آریہ دھرم رنخ جلد ۱۰ ص ۳۳)

کیا یہ زبان اور پیرایہ میان کسی شریف آدمی کا ہو سکتا ہے؟ چہ جائیکہ کسی مسلم
ربانی اور مامور یزدانی کا۔ عام آوارہ لڑکے بھی ایسی کمائی جوڑنی پسند نہیں کرتے اور مرزا غلام
احمد ہے کہ اس سے کم پر رہتا ہی نہیں۔

چشمہ معرفت رنخ جلد ۲۳ ص ۱۲۱ پر اسے اس خاص عضو کا نام لیتے شاید کچھ شرم آ
گئی ہو لیکن تذکرۃ المہدی میں مرزائیوں نے کھل کر وہ پنجابی لفظ کہا جسے ہم نقل نہیں
کر سکتے صرف اس کا وزن بتلانے کے لئے اردو کا ایک فعل ماضی لکھ دیتے ہیں دوزا، سمجھنے

والے سمجھ لیں۔ (دیکھئے تذکرۃ الہدی ص ۵۷ و ۳۲۲)

مرزا اشیر الدین محمود اسے اردو میں اسی طرح منہ میں لایا کرتا تھا۔

نکاح کی ایک تقریب میں اس نے مولانا محمد حسین ہالوی کا ذکر کیا اور کہا

ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا ان کو اگر مسیح موعود کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا وہی کام کرے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ہو چلے کیا تھا تو اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔

(الفضل ۲ نومبر ۱۹۲۲ء)

معلوم ہوتا ہے ان لوگوں کی اس کے بغیر تسلی نہیں ہوتی تھی اور وہ یہ فحش الفاظ اپنی زبان پر لانے میں مجبور تھے۔

مولانا سعد اللہ لدھیانویؒ کے ہاں لولاد نہ تھی اسے لب مرزا غلام احمد کی زبان سے سنے:

"خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳ ر۔ خ جلد ۲۲ ص ۴۴۴)

یہ رحم پر مہر لگانا کتنی کھلی اور سنگی بات ہے۔

مولانا عبدالحق غزنویؒ کو طعنہ دیتے ہوئے مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔

اب تک اس کی عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔

یہ تو نقطہ الف تھا اب (ب) اور (ج) بھی ملاحظہ فرمائیں:

(ب) کیا اب تک عبدالحق اور عبد الجبار وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی نجاست کھائی۔

(ج) کیا اب تک عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔

قارئین کرام! کچھ تو سوچیں یہ پیرایہ بیان کیا کسی شریف آدمی کا ہو سکتا ہے کسی کا نام لے کر اس کے سامنے یہ شرافت سوز زبان استعمال کرنے سے تو شاید بازاری عورتیں بھی شرم کریں مگر افسوس صد افسوس کہ مرزا غلام احمد کو تمام مسلمانوں کو بازاری عورتوں کی اولاد کہنے میں بھی پردے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور اس نے کھلے بندوں انہیں ذریۃ البغایا کہا یعنی بازاری عورتوں کی اولاد

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸ ر۔ خ جلد ۵ ص ۵۴۸)

یہاں ہم ان کی دی ہوئی گالیوں کا محاسبہ نہیں کر رہے یہاں صرف ان کی فحش زبان کا گلہ پیش نظر ہے یہ زبان کبھی اللہ والوں کی نہیں ہو سکتی اور سنیے اور سردھئیے۔

جسولے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روپر و تو بہت لاف و گراف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔ (حیات احمد جلد ۱ نمبر ۳ ص ۳۵ ماخوذ از احتساب قادیانیت ص ۱۵۴)

کیسی شرمناک زبان ہے "جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں"۔ کیا یہ زبان ان لوگوں کی ہو سکتی ہے جو دنیا کو شرافت اور تہذیب کا سبق دینے آئے ہوں؟ ہر گز نہیں۔ کسی کو معین کر کے اس پر لعنت کرنا کبھی کسی معاشرے میں پسند نہیں کیا جاتا ہاں عام پیرائے میں آپ لعنت اللہ علی الکاذبین کتنی دفعہ کیوں نہ کہیں یہ کوئی برا نہیں مناتا لیکن کسی کو مخاطب کر کے کہنا اے حرامزادے یہ تہذیب و شرافت کا خون کرنا ہے۔ غلام احمد اس سے بھی باز نہ آیا اور اس نے حضرت مولانا سعد اللہ لدھیانوی کو سرعام کہا۔

اذیتى خبثاً فلست بصادق

ان لم تمت بالخری یا ابن بغای

(تمتہ حقیقہ الوجی ص ۱۵ ر۔ خ جلد ۲۲ ص ۴۴۶)

(ترجمہ) تو نے مجھے اپنی خباثت سے بہت دکھ دیا ہے میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو اے کجبری کے بیٹے۔

کتنے ہی لوگ اس سے غلام احمد کو چھوڑ گئے بد تمیزی کو گوارا کرنا بڑا ہی مشکل ہوتا ہے بد دعا کا کلمہ کہا جائے تو یہ خلاف شرافت نہیں جیسے تبت یدا ابی لہب و تب اس میں خلاف تمذیب اور خلاف شرافت کوئی لفظ نہ ملے گا۔

مرزا غلام احمد نے پیر مر علی شاہ کے نام سے سر زمین گولڑہ پر لعنت کی کیا ایسے شخص کو مہدی (ہدایت پایا ہوا) کہا جاسکتا ہے۔

فقلت لك الويلات يا ارضي جلوله

لعنت بملعون فانك تدمر

(ضمیمہ نزول مسیح ص ۷۵ ر۔ خ جلد ۱۹ ص ۱۸۸)

(ترجمہ) پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ایک ملعون کے سبب لعنتی ہو گئی ہے تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔ ان عبارات میں انسانی شرافت کی کیا کچھ بھی جھلک ملتی ہے۔ مونث کے لئے تدمرین کی بجائے تدمر کا صیغہ لانا قادیانیوں کے ہاں مرزا صاحب کا اعجاز شمار ہوتا ہے۔

شیعہ کو خوش کرنے کے لئے مرزا نے کہا کہ یہ پاکدامن عورتوں کی لولاد ہیں شاید متعہ کی طرف اشارہ کرنا ہو گا مرزا صاحب کی فحش زبان یہاں بھی نمایاں ہو کر رہی یہ خود لکھتے ہیں۔

کیا کوئی شیعہ راضی ہو سکتا ہے کہ اس کی پاکدامن ماں ایک زانیہ کجبری کے ساتھ سوئے۔ (نزول المسیح ص ۴۸ ر۔ خ جلد ۱۸ ص ۴۲۵)

اپنے مخالفین کو سوروں اور کتوں کی لولاد کہنا :

خنازیر اور کتے مختلف النوع حیوان ہیں کبھی کسی نے سور کو کتیا سے دوستی کرتے نہ

دیکھا ہو گا لیکن مرزا غلام کو اپنے مخالفین سوروں اور کیتوں کی اولاد دکھائی دیئے کیا یہ خلاف فطرت کارروائی نہیں؟ کیتا میں اور خنزیر میں جفتی کیسی؟ مگر غلام احمد کہتا ہے۔

ان العدی صاروا خنازیر الفلا

ونساء هم من دونهن الاکلب

(ترجمہ) دشمن ہمارے بیلانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئی ہیں۔ (نجم الہدی ص ۵۳ ر۔ خ جلد ۱۳ ص ۵۳)

جب انسان میں حیانتہ رہے تو ایمان بھی جاتا رہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار.

(رواہ الترمذی عن ابی ہریرہؓ جلد ۲ ص ۲۲)

(ترجمہ) حیا انسان میں ایمان کی وجہ سے آتی ہے اور ایمان جنت میں لے جانے والا ہے اور بازاری گفتگو ظلم ہے اور ظلم کا ٹھکانہ آگ ہے او کما قال النبی (صلی اللہ علیہ وسلم).

ہم نے قادیانی لٹریچر سے قصر قادیانیت میں جھانکنے کی محتاط کوشش کی ہے اور اس کے مختلف کھڑکیوں سے مرزا غلام احمد کو نئی نئی اداؤں میں قلابازیاں کھاتے دیکھا ہے ہمارے وسیع تجربے میں قادیانیت پر غور کرنے کی یہ آسان ترین راہ ہے ختم نبوت اور نزول عیسیٰ بن مریم علمی مسائل ہیں اور ان کے لئے عرفی علوم میں درک ضروری چیز ہے قادیانیوں نے ان مسائل کو دجل کی تاریک راہوں میں اتنا الجھا دیا ہے کہ پوری توجہ اور محنت کے بغیر اس ڈور کو سلجھایا نہیں جاسکتا قادیانی تو ان مباحث میں اس لئے آتے ہیں کہ لوگوں کی توجہ مرزا غلام احمد اور اس کی زندگی پر نہ جاسکے حالانکہ یہ سب اختلافات اسی کے آنت سے پیدا ہوئے تو کیا یہ آسان ترین راہ نہیں کہ پہلے اس قسم کے واقعات پر غور کر لیا جائے کہ مرزا غلام احمد شراب پیتا تھا یا نہیں اور غیر محرم عورتوں سے اس کا اختلاط تھا یا

نہیں مرزا غلام احمد کی پیشگوئیاں وہ غیبی واقعات ہیں جن میں اللہ رب العزت کی لائٹنی غلام احمد پر بے دریغ برسی ہے۔

علمی مسائل میں مہارت علماء کو ہی ہو سکتی ہے وہی ان ابواب میں قادیانی درجہ و فریب کو تار تار کر سکتے ہیں **عامۃ الناس** کے لئے قادیانیت کو صرف ان راہوں سے بے نقاب کیا جاسکتا ہے جن میں مرزا غلام احمد ۶۸ سال تک چلا۔

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور ان کے تلامذہ نے اس محاذ پر بڑا علمی کام کیا ہے حضرت شاہ صاحب کے شاگردوں میں گوجرانوالہ کے مولانا محمد چراغ صاحب مولف "العرف الغدی" پنجاب کے رہنے والے تھے اور قندہ قادیانیت میں سے اٹھا تھا مولانا محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کو اس راہ سے دیکھنے کی طرح ڈالی آپ کے تلامذہ میں سے حضرت مولانا محمد حیات قادیان میں دفتر ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ نے اور تقسیم ملک تک آپ قادیان میں ہی مقیم رہے تقسیم ملک پر مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ اب قادیان دارالامان نہیں رہا اب ہم پاکستان میں مسلمانوں کی ماتحتی میں رہیں گے۔ مولانا ظفر علی خاں نے قادیانیوں کو پاکستان آتے دیکھا تو کہا

ذریۃ البغلیا کل تک تھا نام جن کا

آج ان کی چالوسی کیوں ہو گئی ضروری

قادیان سے قادیانیوں کے نکلنے کے بعد وہاں کے مسلمانوں نے مولانا محمد حیات کو فاتح قادیانیت کا خطاب دیا اور اب آپ بھی وارد لاہور ہوئے۔ اور الہلال فونڈری لاہور میں قیام فرمایا

مرزا بشیر الدین محمود کو متحدہ پنجاب کے آخری گورنر نے ضلع جھنگ میں آباد ہونے کے لئے ایک وسیع رقبہ دیا اور مرزا بشیر الدین نے اس کا نام "ریوہ" رکھا کہ یہ دوسرے مسیح کے پیروؤں کی پناہ گاہ ہے دارالامان سے نکلے تو اب خدا نے انہیں "ریوہ"

میں پناہ دی انہیں اس وقت علم نہ تھا کہ یہ جگہ بھی ان کے لئے پناہ گاہ نہ رہے گی۔ قادیان دارالامان سے تودن کے وقت نکلے تھے یہاں "ریوہ" کی پناہ گاہ سے انہیں رات کی تاریکی میں لکھنا پڑے گا۔ اور پھر ریوہ بھی جب "ریوہ" نہ رہے تو یہ انام نگر بھی چناب نگر کہلائے گا اور ایک وقت آئے گا کہ پھر چناب بھی ان سب کو بھالے جائے گا۔

پاکستان میں قادیانیوں کے بارے میں

سب عوام مسلمان نکلے

پاکستان آل انڈیا مسلم لیگ کی قیادت میں معرض وجود میں آیا تھا اور پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں قادیانی تھے۔ قادیانیوں کا دعویٰ تھا کہ مرزا غلام احمد کے خلاف صرف مولوی جعفرات ہیں عوام نہیں، مرزا غلام احمد اسی لئے علماء کو بد ذات فرقہ مولویاں کھتا رہا، قادیانیوں کا خیال تھا کہ مسلمان عوام اس مسئلے میں اپنے مولویوں کے ساتھ نہیں ہیں وہ شاید کس قدر ان کا ساتھ دیں گے۔

لیکن یہ ایک اسلام کا اعجاز تھا کہ باوجودیکہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مسلم لیگ کی حکومت نے قادیانیوں کی بہت پردہ پوشی کی لیکن آنے والے وقت میں سب عام مسلمان وہ دین کا علم رکھتے ہوں یا نہ اور سیاسی طور پر وہ کسی گروپ سے کیوں نہ ہوں سب قادیانیوں کے بارے میں یک زبان نکلے اور سب نے کہا ہم کسی سیاسی مصلحت پر اپنے ایمان کو قربان نہیں کرنا چاہتے۔

۱۹۷۳ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں سب مسلمان ممبران نے عقیدہ ختم نبوت کی حمایت میں ہاتھ اٹھایا اور بلا کسی سیاسی تفریق کے سب نے محدث العصر مولانا محمد یوسف الہیوری، حضرت مولانا غلام غوث بنہ اروی اور مفتی محمود صاحب کا ساتھ دیا اور ایک جہہ بھی ایسا نہ تھا جو کسی درجے میں قادیانیوں جیسے کسی رعایت کا خواہاں ہو سب ممبران

کہتے تھے کہ سیاست تو بیس دھری کی دھری رہ جائے گی ہم حضور خاتم النبیین کی شفاعت کیسے پاسکیں گے اگر ہم نے ختم نبوت جیسے قطعی عقیدہ اسلام سے وفانہ کی۔

یہ اسلام کا ایک اعجاز ہے جس نے پاکستان میں ربع صدی کے اندر اندر یہ فضا پیدا کر دی اور پھر ۱۹۹۹ء میں جب پاکستان اپنی تاریخ میں نصف صدی طے کر چکا پنجاب اسمبلی نے قادیانی مرکز کا نام "راوہ" اس لیے بدلا کہ اس سے قادیانی قرآن کریم کی ایک آیت میں الحاد کی راہ چل رہے تھے اور لوگوں کو ایک مغالطہ دے رہے تھے۔

الحمد للہ اسمبلی کے تمام مسلمان ممبروں نے وہ حکومت کے ہوں یا اپوزیشن کے سب نے اس قرارداد کی حمایت کی کہ قادیانیوں کو اپنی بستی کا نام قرآن کریم کے کسی لفظ پر رکھنے کا حق نہیں ہے۔

جدید تعلیم یافتہ نامور شخصیتوں میں علامہ اقبال کے بعد سابق جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ ہیں جنہوں نے طالب علمی سے لے کر اپنی ریٹائرمنٹ تک ہمیشہ ختم نبوت کا جھنڈا اٹھایا اس راہ میں انہیں بڑی قربانیاں بھی دینی پڑیں آپ انگلینڈ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں بھی تشریف لائے اور مسلمانان یورپ سے مسئلہ قادیانیت پر ایمان افروز خطاب فرمایا۔

"یہ ختم نبوت کا اعجاز ہے کہ آج وہی تارڑ صاحب مملکت خداداد پاکستان کے صدر ہیں اور وہ پاکستان جس کا آغاز ظفر اللہ خان قادیانی کی وزارت خارجہ سے ہوا تھا۔ آج ان پورے حکومتی ایوانوں میں قادیانیوں کا کوئی نام لینے والا نہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اب اپنے تاریخی انجام کو پہنچ چکے ہیں۔"

قادیانیت کے تابوت میں آخری میخ

قادیانی سربراہ مرزا طاہر ریوہ ختم ہونے سے پہلے ہی ریوہ سے نکل چکا تھا اسے ریوہ کے ختم ہونے کا دلفگار منظر نہ دیکھنا پڑا یہ بد قسمت گھڑی اس کے یہاں کے نائب مرزا مسرور احمد کیلئے مقدر تھی یہ اس پر کیسے گزری۔ یہاں کے لوگوں نے ۳۰ اپریل ۱۹۹۹ء کو مرزا مسرور احمد کو جھکڑیوں میں دیکھا۔

تاریخ قادیانیت میں یہ پہلا موقعہ تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کو جھکڑیوں میں دیکھا گیا۔ کجا وہ وقت جب مرزا غلام احمد کے والد کو انگریزی دربار میں کرسی ملتی تھی اور کجا یہ وقت کہ قادیانیت پر ابھی پہلی صدی بھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ کرسی نشین کا بد قسمت پڑپوتا ان لوگوں کے سامنے جنہیں مرزا غلام احمد "ذریۃ البغایا" کہتے مرا، ملزموں کے کٹہرے میں دیکھا گیا۔ اگر سو سال میں ترقی یہی ہے تو اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس ترقی سے بچائے۔